استمداد از عباد الرّحمانٰ
معہ دیگر مسائل
A-1
483
3002
ملنے کا پتہ۔ غوثیہ کتب خانہ (رجسٹرڈ)
۳۳ سرکلر روڈ، بیرون شاہ عالمی دروازہ لاہور

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا	او نشیند در حضور اولیاء
جو شخص خدا کی ہم نشینی یعنی قرب چاہتا ہے	اس کو چاہیئے کہ اولیاء کے حضور میں بیٹھے
چوں شوی دور از حضور اولیاءؔ	در حقیقت گشتۂ دور از خدا
جب تو اولیاء کے حضور سے دور ہو جائے	تو یقین کر لے کہ خدا سے دور ہو گیا

(مولینا روم علیہ الرحمتہ)

جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ

حق ظاہر ہو گیا اور باطل مٹ گیا

اِستمداد از عبادُ الرّحمٰن

معہ جواز

وظیفۂ اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

نام پاک پر انگوٹھے چومنا

و

مزارات اولیاء اللہ پر فاتحہ خوانی کا طریقہ

تصنیف لطیف

حضرت حافظ برکت علی القادری رحمۃ اللہ علیہ' لاہوری

شائع کردہ

غلام دستگیر القادری سجادہ نشین دربار حضرت حافظ برکت علی قادریؒ

کوچہ غوثیہ نیا بازار لاہور

ملنے کا پتہ

غوثیہ کتب خانہ (رجسٹرڈ) ۳۲ - سرکلر روڈ بیرون شاہ عالم گیٹ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَ
عَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَابْنِہِ الْغَوْثِ الباھر السلطان محی الدین
السیّد اعبد القادر وعلی اولیاء امتہٖ اجمعین ط

ہر شخص جانتا ہے کہ حقیقی مسبب الاسباب اور معاون و مددگار اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور اس کے علاوہ سب عونِ الٰہی کے مظاہر ہیں۔ نیز اس عالم اسباب میں جملہ وسائل اور اسباب کا موجود ہی ہے۔ روزمرّہ کا تجربہ اس بات کا شاہد ہے کہ دنیا میں غیر اللہ کی مدد اور ظاہری اسباب کے بغیر کوئی کام سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ اور بغیر وسیلہ کوئی عقدہ حل نہیں ہو سکتا۔ اولاد صحیح النسب پیدا کرنے کے لئے میاں بیوی کا ازدواجی رشتہ لازمی۔ بوقت پیدائش دایہ یا نرس کی ضرورت۔ بچوں کی تربیت و پرورش کے لئے والدین کا وسیلہ۔ تعلیم کے لئے استاد کی ضرورت ہے۔ رزاق مطلق اللہ تبارک و تعالےٰ کی ذات پاک ہے۔ لیکن انسان کو روزی کمانے کے لئے کوئی ذریعہ معاش تلاش کرنا پڑتا ہے۔ دس برس کی محنت شاقہ کے بعد اگر خوش قسمتی سے کوئی لڑکا دسویں جماعت پاس کر لیتا ہے تو ایک ادنےٰ نوکری کے لئے سو سفارشیں ڈھونڈتا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ بغیر سفارش اور وسیلہ اُسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔

اللہ تعالےٰ اپنی مخلوق کو یوں بھی ہدایت کر سکتے تھے لیکن ہماری رہنمائی کے لئے انبیاء علیہم السّلام کو مبعوث فرمایا۔ بیت اللہ یعنی اللہ کا اپنا گھر جو بیت الاصنام بن چکا تھا۔ حضور سرور کائنات فخر موجودات علیہ التحیات والتسلیمات کی وساطت سے جب بتوں سے پاک ہُوا تو زبانِ فصیح بولا۔ اللہ بہت بڑا ہے

جس نے سید الانبیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو پیدا کیا۔
اور مجھے بتوں کی پلیدی اور مشرکوں کی نجاست سے پاک کیا۔"

اسی طرح اولیاء کرام اور بزرگان عظام رحمہم اللہ تعالٰی نے ہماری اعانت فرمائی۔
ہمیں چاہِ ضلالت سے نکالا۔ صراطِ مستقیم اور راہِ توحید دکھایا۔ چنانچہ سیدنا حضور شاہ جیلانی
محبوب سبحانی پیران پیر دستگیر روشن ضمیر قدس سرہٗ النورانی کے دستِ مبارک پر لاتعداد
یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا۔ اور ایک لاکھ سے زائد قطاع الطریق۔ بد معاش اور
ڈاکوؤں نے توبہ کی۔

الغرض جملہ امورِ دینی و دنیوی کا دار و مدار خالقِ ذوالجلال کے پیدا کردہ وسائل
اور ایک دوسرے کی اعانت و امداد پر ہے۔ اور یہی عقیدہ جملہ اہل سنت و جماعت کا ہے
اس کے برعکس بعض علماء اور ان کے متبعین کا خیال ہے کہ "کسی غیر اللہ سے
استعانت کرنا شرک ہے"۔ واللہ اعلم "غیر اللہ" سے ان لوگوں کی مراد کیا ہے۔ مگر
جہاں تک عام فہم و فراست کا تعلق ہے ایک معمولی عقل والا آدمی ان الفاظ سے
یہی مطلب نکالتا ہے کہ اللہ تعالٰی کے سوا ہر مخلوق ذی روح ہو یا غیر ذی روح مثلاً
زید۔ بکر۔ عمرو ہو یا نباتات۔ جمادات۔ ادویات وغیرہ۔ ان سب سے استمداد کرنا
(مدد طلب کرنا) شرک ہے۔

کوئی ذی شعور انسان اس عقیدہ کو تسلیم کرنے کے لئے اس لئے تیار نہیں
کہ اگر باہمی تعاون اور استعانت کو صحیح معنوں میں شرک سمجھ کر ترک کر دیا جائے (کیونکہ
اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ) تو دنیا کے سارے سلسلے درہم برہم ہو جائیں گے۔
بلکہ اس عقیدہ کے موجد بھی کوئی کاروبار نہ کر سکیں گے۔

خیر ہمیں اس عقیدہ سے کوئی سروکار نہیں لیکن ایک بات قابل اعتراض ضرور ہے کہ جب ایک عام اصول قائم کر لیا جائے کہ کسی غیر اللہ سے امداد مانگنا شرک ہے" تو پھر اس کا اطلاق ہر جگہ ہونا چاہیئے۔ اس کے کیا معنی کہ زید (ایک دنیادار) سے استمداد کرنا جائز۔ بیمار ہو جائیں تو حکیم یا ڈاکٹر کی مدد جائز۔ اور اگر کسی برگزیدہ ہستی (ولی اللہ) سے رُوحانی امداد طلب کی جائے تو شرک۔ حالانکہ مذکورہ اصول کے مطابق کسی سے بھی استمداد کرنا (امداد ظاہری ہو یا باطنی) شرک ٹھہرنا چاہیئے۔

یہ غیر منصفانہ رویہ دیکھ کر ہر منصف مزاج آدمی فوراً اخذ کر لیتا ہے کہ منکرین استمداد از اولیاء محبوبان خدا اور مقربان الٰہ سے محبت اور عقیدت نہیں رکھتے اور یہی وجہ ہے کہ جب یہ لوگ اپنے دعوے کے ثبوت میں آیات قرآنیہ کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں تو اہل اللہ اور غیر اللہ اور اصنام وغیرہ کے مابین کوئی افتراق و امتیاز نہیں کرتے۔ خدا کے دوستوں اور دشمنوں اہل بصیرت اور کور باطنوں کو یکساں سمجھنے میں ان کا طرز عمل یکسر قرآن کریم۔ حدیث شریف اقوال آئمہ اور اکابر دین کے خلاف ہے۔ ہمیں عوام جہلا پر اتنا افسوس نہیں جتنا کہ ان اہل علم پر جو دائرہ ادب سے باہر ہو کر خداوند تعالےٰ کے مقرب بندوں کو بنظر تحسین نہیں دیکھتے۔ چنانچہ ان کے سرگروہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب "تقویۃ الایمان" کے صفحہ ۱۴ پر کھلم کھلا لکھ دیا ہے کہ "ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے"۔ بلفظہ۔

مسلمانو! مقام حیرت ہے کہ یہ لوگ محبوبانِ خدا کی شان گھٹائیں اور اللہ تعالےٰ ان کی عزت افزائی کرتے ہوئے فرمائے۔ موسٰے (علیہ السلام) میرے کلیم

ہیں۔ عیسےٰ (علیہ السلام) روح اللہ ہیں۔ ابراہیم (علیہ السلام) میرے خلیل ہیں۔
رحمت عالمیان سرور دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم میرے حبیب لبیب ہیں۔
لَولَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَمَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا۔ اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو
ناافلاک پیدا کرتا اور نہ دنیا کو پیدا کرتا۔ لَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْیَا وَاَهْلَهَا لِاُعَرِّفَهُمْ
کَرَامَتَکَ وَمَنْزِلَتَکَ عِنْدِیْ۔ بیشک میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس واسطے
پیدا کیا کہ جو قدر و منزلت عظمت و عزت آپ کی میرے نزدیک ہے ان پر ظاہر
کروں"۔ اولیاء اللہ کی شان میں فرمایا اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ
وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ سن لو میرے دوستوں پر نہ خوف ہے اور نہ غم۔ اَوْلِیَائِیْ
تَحْتَ قِبَائِیْ۔ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ (حدیث قدسی) میرے اولیاء میری قبا کے تلے ہیں
ان کو میرے سوا اور کوئی نہیں پہچان سکتا۔
چونکہ مصنف تقویۃ الایمان اور اس کے مقلدین نے برگزیدہ بندگان خدا اور
عوام کو یکساں سمجھنے میں بڑی بھاری غلطی کی ہے (مذکورہ بالا الفاظ چھوٹا اور بڑا اور چمار
سے بھی زیادہ ذلیل ملاحظہ فرمائیے) اس لئے اصل موضوع پر خامہ فرسائی کرنے سے
قبل ہم چند آیات متبرکہ نقل کر کے قارئین پر یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ
جب اللہ تعالےٰ کی عام مخلوق سے نیک و بد کو برابر سمجھنے والا منکرین قرآن مجید کے
زمرہ میں داخل ہے تو اولیاء اللہ کو غیر اللہ یعنی بتوں وغیرہ سے تشبیہ دینے
والا اور ان سے استمداد کرنے والے کو مشرک سمجھنے والا کس طرح مسلمان ہونے کا دعویٰ
کر سکتا ہے؟
ارشاد ہوتا ہے :-

(۱) اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ "تم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک زیادہ

نَفْقٰكُمْ ۔ مکرّم اور عزّت والا وہ ہے جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے۔"
(سورۂ حجرات)

(۲) وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ ۔ "یعنی اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے۔"

(۳) لَا یَسْتَوِیْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ (سورۂ حشر) ۔ "دوزخی اور جنتی برابر نہیں ہو سکتے۔"

۴ وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (سورۂ منافقون) ۔ "یعنی اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور مومنین کے لئے عزت ہے لیکن منافق لوگ نہیں جانتے۔"

اس آیت شریفہ سے صاف طور پر ظاہر ہو گیا کہ حقیقتِ عزت سے منافق لوگ ہی بے خبر ہیں۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ بے سمجھ لوگ ہی انبیاء علیہم السّلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمتہ کو اپنے حال پر قیاس کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایسے لوگوں کے حسبِ حال حضرت مولانا روم علیہ الرحمتہ نے مثنوی شریف میں چند معنی خیز اشعار ایک نصیحت آمیز پیرایہ میں فرماتے ہیں۔ جو قارئین کرام کی خاطر درج کئے جاتے ہیں۔

ے

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر۔ گرچہ آید در نوشتن شیر و شیر

پاک لوگوں کے معاملہ کو اپنے پر قیاس مت کر۔ شیر اگرچہ لکھنے میں شِیر (یعنی دودھ) کا ہم شکل ہوتا ہے۔ (مگر دونوں کے خواص میں بڑا فرق ہے)

شیر آں باشد کہ مردم را دَرد　　　شِیر آں باشد کہ مردم مے خورد

شیر وہ ہے جو آدمیوں کو پھاڑ کھاتا ہے۔ اور شِیر یعنی دودھ وہ ہے جسے آدمی پیتے ہیں

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد　　　کم کسے زابدالِ حق آگاہ شد

اس (غلط قیاس کے) سبب سے تمام جہان گمراہ ہو گیا۔ اور اللہ کے ابدال یا ولی

سے شاذ و نادر ہی کوئی شخص واقف ہُوا)

کافراں را دیدۂ بینا نہ بود　　　نیک و بد در دیدۂ شاں یکساں نمود

(کافروں کے لئے بینائی والی آنکھ نہ تھی (یہی وجہ تھی کہ) ان کی آنکھ میں نیک بد برابر ظاہر ہوئے

ہمسری با انبیاء برداشتند　　　اولیاء را ہمچو خود پنداشتند

(اپنے غلط قیاس سے) انہوں نے انبیاء کی ہمسری کا دعویٰ کیا اور اولیاء کو اپنے جیسا سمجھا۔

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر　　　ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور

(اگر کسی نے اس سوءِ ادب پر اعتراض کیا تو) کہہ دیا۔ ہم بھی انسان یہ بھی انسان۔

ہم اور یہ (دونوں) سونے اور کھانے کے پابند ہیں (پھر فرق کیا ہُوا؟)

ایں ندانستند ایشاں از عمے　　　ہست فرقے درمیاں بے منتہے

(مگر) انہوں نے اپنی کور باطنی کے سبب یہ نہ سمجھا۔ کہ دونوں میں بے انتہا فرق ہے۔

ہر دو گوں زنبور خوردند از یک محل　　　از یکے شد نیش زاں دیگر عسل

(مثلاً) ہر دو رنگ کی زنبوروں (یعنی بھڑ اور شہد کی مکھی) نے (دیکھ لوں اور شگوفوں کا رس)

ایک ہی جگہ سے چوسا۔ مگر ایک سے ڈنک پیدا ہُوا اور دوسری سے شہد۔

ہر دو گوں آہو گیاہ خوردند و آب　　　از یکے سرگیں شد و زاں مشکِ ناب

(دوسری مثال) دونوں قسموں کے ہرنوں نے ایک ہی طرح کی (گھاس چری۔ اور (ایک

گھاٹ سے) پانی پیا۔ لیکن ایک سے مینگنیاں بن گئیں اور دوسرے سے خالص کستوری۔

آں دو نے خوردند از یک آبخور   آں یکے خالی و دیگر پُر شکر!

(تیسری مثال) وہ دو نو قسم کے نے ایک ہی گھاٹ سے سیراب ہوتے۔ لیکن ایک کھوکھلا اور دوسرا شکر یعنی رس سے پُر ہے۔

صد ہزاراں ایں چنیں اشباہ بیں   فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بیں

(ایسی ہی لاکھوں نظیریں دیکھو گے)   ان میں ستر برس کی راہ کا فرق پاؤ گے)

سبحان اللہ! یہ شان اور قوّت بیان حضرت مولائے روم علیہ الرحمۃ کی ہی ہے۔ کہ کس خوبی سے حق و باطل میں امتیاز کرتے ہوئے کوربا طنوں کی رہنمائی فرمائی ہے۔

زاہدِ تنگ نظر نے ہمیں کافر جانا

ہندوستان میں وہابیت کے بانی مولوی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں:-

"سننا چاہیئے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان کی منتیں مانتے ہیں اور حاجت برآئی کے لئے ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں۔ اور بلا کے ٹلنے کے لئے اپنے بیٹوں کو ان کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ کوئی اپنے

بیٹے کا نام عبدالنبیؐ رکھتا ہے۔ کوئی علی بخش کوئی حسین بخش۔ کوئی پیر بخش کوئی مدار بخش کوئی سالار بخش کوئی غلام محی الدین کوئی غلام معین الدین۔ . . . . غرضیکہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں سو وہ سب کچھ جھوٹے مسلمان انبیاء اور اولیائے اور اماموں اور شہیدوں اور فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں۔ اور دعوی مسلمانی کئے جاتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ یہ منہ اور یہ دعوے،،

قارئین! آپنے امام الطائفہ کا مطلع نظر بچشم خود ملاحظ فرالیا۔ بعینہ یہی عقیدہ اس کے مقلدین کا ہے۔

شہیدوں کو بوقت مشکل پکارنا۔ ان کے ایصالِ ثواب کی منتیں ماننا۔ حاجت روائی کے لئے ان کی روح کو ایصالِ ثواب کرنا۔ برکت کے لئے اپنی اولادوں کے نام ان کے ناموں پر رکھنا۔ یہ سب شرک قرار دیدیا۔ اور لاکھوں مسلمانوں کو بیدردی کے ساتھ احاطہ اسلام سے خارج کر دیا۔ پھر لطف یہ کہ نہ اس دعوے پر دلیل ہے نہ برہان۔ نہ حدیث نہ قرآن نہ ثبوت نہ شہادت۔ نہ کوئی حوالہ نہ کوئی عبارت۔ نئی شریعت بنا ڈالی۔ اور مسلمانوں کو بے وجہ مشرک کہہ دیا۔ کوئی ان لوگوں سے پوچھے۔ شریعت کے معاملہ میں اپنی رائے کو دخل دینا اور جس امر کو چاہنا شرک کہہ جانا یہ کس سے سیکھا ہے؟ یہ نئی شریعت بنانا کیا دعوے خدائی کا نہیں ہے۔ جو لوگ قرآن مجید اور حدیث شریف کو چھوڑ کر بے اصل باتوں کو مانتے ہیں اور منکرین اولیاء اللہ کی ہاں میں ہاں ملا کر مسلمانوں کو بلا وجہ مشرک گردانتے ہیں۔ یاد رکھ لیں کہ وہ ایسے کلمات کہنے سے خود خارج از اسلام ہو جاتے ہیں۔

دہابیوں کا من گھڑت عقیدہ تو اوپر درج ہو چکا ہے۔ اب ذرا حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ کا فیصلہ پڑھ کر قارئین خود ہی اندازہ لگا لیں کہ حق پر کون ہے۔ اور ایک محدّث کے قول اور دوسروں کے کلام میں کس قدر تفاوت ہے۔ تفسیر عزیزی سورۃ بقر صفحہ ۴۶ پر ارقام فرماتے ہیں :۔

افعال عادی الٰہی را مثل بخشیدن فرزند و توسیع رزق و شفاء مریض ؛ مثال ذالک را مشرکاں نسبت بارواحِ خبیثیہ و اصنام مے نمایند و کافر مے شوند و موحداں از تاثیرِ اسمارالٰہی یا خواص مخلوقات او میدانند۔ از ادویہ و عقاقیر یا دعا صلحا بندگانِ او کہ ہم از جناب او درخواستہ انجاحِ مطالب مے کنانند مے فہمند، و درایمان ایشاں خلل نمے افتد "

"یعنی اللہ تعالےٰ کے افعالِ عادی یعنی بیٹیا عطا کرنے۔ رزق وسیع کرنے اور بیمار کو شفا دینے وغیرہ کو مشرکین ارواحِ خبیثیہ اور بتوں کی طرف نسبت کرتے ہیں لہٰذا کافر ہو جاتے ہیں۔ اور اہل توحید اللہ کے ناموں کی تاثیر یا اسکی مخلوقات اور دوا وغیرہ کی خاصیت یا اللہ کے نیک بندوں کی دعاؤں کی تاثیر سمجھتے ہیں۔ جو اللہ کی جناب میں درخواست کر کے خلق کی حاجت روائی کرتے ہیں ایسا عقیدے والوں کے ایمان میں کچھ خلل نہیں آتا "

ملاحظہ فرمائیے کہ مولوی اسمٰعیل اور اُس کے مقلدین کے خود ساختہ شرک سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث علیہ الرحمتہ بھی نہیں بچتے۔ کیونکہ شاہ صاحب بندگوں کی دُعا سے بیٹیا ملنا۔ رزق وسیع ہونا۔ بیمار کا تندرست ہونا۔ اور خلق کی حاجت روائی وغیرہ سب کے قائل ہیں۔ اور یہ فرق کرتے ہیں کہ موحد اگر ان چیزوں کو اہل اللہ کی دعا کی تاثیر مانے۔ تو اس کے ایمان میں کچھ خلل واقع نہیں ہوتا۔

کیونکہ وہ ان امور میں بزرگوں کو مستقل بالذات اور موثر حقیقی نہیں جانتا۔ بلکہ وسیلہ سمجھتا ہے۔ اور مشرک ارواحِ خبیثہ یا اپنے بتوں کی طرف نسبت کرے تو یہ اس کا کفر ہے۔ کیونکہ وہ ان بتوں وغیرہ کو مستقل بالذات اور موثر حقیقی اعتقاد کرتا ہے۔ یہ شاہ صاحب کا منصفانہ ادراک یا ندارانہ فیصلہ ہے۔ وہ مشرک و مومن میں فرق کرتے ہیں لیکن مولوی اسمٰعیل اور اس کے تابعین مسلمانوں کو ہنود کی مثل ٹھہرا کر ایمان سے خارج کر کے مشرک بنا رہے ہیں۔

اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالےٰ کی شانِ پاک

صحیح احادیث شریف جو مشکوٰۃ شریف میں بروایت بخاری شریف آئی ہیں:۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قال من عادی لی ولیًا فقد اذنتہ بالحرب وما تقرب الیّ عبدی بشئ احب الیّ مما افترضت علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتّی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے جو کوئی میرے ولی سے بیر واسطے دشمنی کرتا ہے میں اس کو خبر دیتا ہوں میرے ساتھ لڑنے کی اور جن چیزوں کو میں نے اپنے بندے پر فرض کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر کسی محبوب تر چیز سے میری طرف میرا بندہ تقرب نہیں کرتا ہے اور نوافل سے میرا بندہ مدام مقرب ہوتا جاتا ہے، یہاں تک کہ میں اسکو چاہنے لگتا ہوں۔ پس میں

الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ	ہو جاتا ہوں اس کا کان جس سے وہ سنتا ہے اور
یَبْطِشُ بِہٖ وَرِجْلَہُ الَّتِیْ	آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ جس سے وہ
یَمْشِیْ بِہَا اِنْ سَئَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ	پکڑتا ہے اور پاؤں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر
	وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں یقیناً اس کو دیتا ہوں۔

اے مدعیانِ توحید! دیکھ لیا۔ فرمانِ نبوی فداہُ روحی امی وابی صلی اللہ علیہ وسلم کسی ولی اللہ سے دشمنی کرنا خداوند تعالےٰ سے عداوت رکھنا ہے۔ خدا کے محبوبوں سے بغض رکھنے والوں کے ساتھ اللہ تعالےٰ جنگ کا اعلان کرتے ہیں اور اگر ہمت نہیں تو توبہ کا دروازہ ابھی بند نہیں ہوا۔ فَتُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا ط

خدا کے مقرب بندے کی شان دیکھنے کے لئے دیدہ دل درکار ہے۔ شپرہ چشم کی قسمت کہاں، کہ آفتاب عالمتاب کی زیارت سے مشرف ہو سکے ؎

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدہ دل وا کرے کوئی

مقرب خدا کا قرب حدیث شریف نے وضاحتہً بیان فرما دیا۔ اللہ کا بندہ جب نوافل کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی نزدیکی حاصل کر لیتا ہے تو انوارِ الٰہی اس مقرب بندہ پر اس درجہ غالب آجاتے ہیں کہ گو بظاہر تمام افعال اس سے ظہور میں آتے ہیں۔ مگر تحقیقتاً اس کی سماعت، بصارت، ہاتھ پاؤں اللہ تبارک و تعالےٰ کے انوار صفات میں اس قدر گم ہو جاتے ہیں کہ سنتا ہے تو اللہ کی سماعت سے دیکھتا ہے تو اسی کی بینائی سے۔ پکڑتا ہے تو اسی کے ہاتھ سے۔ چلتا ہے تو اسی کے پاؤں سے۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ نے اس مضمون کو نہایت عجیب پیرایہ میں ادا فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:- ؎

اللہ اللہ گفتۂ اللہ مے شود — ایں سخن حق است باللہ می شود

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود! — گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اور ان اشعار میں مولانا نے اس حدیث کی بھی ترجمانی کی ہے جو ترمذی شریف میں ہے

كَمْ مِنْ اَشْعَثَ اَغْبَرَ لَوْ — "یعنی بہت اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ

اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ — بظاہر بال پریشان اور غبار آلودہ ہیں

اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم کھا لیں کہ خدا کی قسم یہ کام اس طرح ہو

گا، تو اللہ تعالےٰ اس کام کو اسی طرح کر کے ان کی قسم پوری کر دیتا ہے"

حدیث اوّل الذکر میں فنا فی التوحید، فنا فی الذّات اور فنا فی الصفات کا ذکر ہے۔ جب اللہ کا بندہ اپنی ہستی مٹا کر فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت اس کی مدد حقیقتاً اللہ ہی کی مدد ہوتی ہے۔ اس سے مانگنا۔ مراد طلب کرنا۔ فی الواقع اللہ ہی سے مدد طلب کرنا اور مراد مانگنا ہوتا ہے۔ اور اس کی محبّت بعینہٖ اللہ تعالےٰ کی محبّت، اور اُن کی دشمنی اللہ کے ساتھ دشمنی جیسا کہ حدیث مذکورہ میں گزر چکا۔ مَن عادی لی ولیاً فقد اٰذنتہٗ بالحرب۔ اولیاء اللہ کو کوئی خدا نہیں کہتا۔ فنا فی اللہ ہونے کے باعث انہیں وہ قربِ الٰہی حاصل ہو جاتا ہے کہ "خاصانِ خدا خدا نباشند۔ لیکن ز خدا جُدا نباشند" کا مصداق بن جاتے ہیں۔ اور اُن کی قوت ذاتی نہیں بلکہ عطا کردہ الٰہی ہوتی ہے جیسا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

اولیاء راہست قدرت از الٰہ — تیرِ جستہ باز گردانند زراہ

اسی موضوع پر سیدنا و مرشدنا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

فتوح الغیب مقالہ چھٹا :-

افنَ عَنِ الخلق باذنِ اللّٰہِ — "اللہ کے حکم سے مخلوق سے فانی ہو جا"۔

پھر آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں:-

افتنفی عن الاخلاق البشریۃ — "یعنی بشریت کی خصلتوں سے پاک ہو جائے گا"۔

فَلَنْ یَتقبلَ بَاطِنُکَ شَیئًا غَیْرَ اِرَادَۃِ اللّٰہِ — "پس تیرا باطن سوائے خدا کے ارادے کے اور کوئی شے ہرگز قبول نہیں کرے گا"۔

فحینئذٍ یُضَافُ الیکَ التکوین وخرق العادات — "یعنی جب تو اپنی خودی سے فانی ہو جائے گا۔ اور تجھ میں سوائے خدا کے فعل اور ارادہ کے اور کچھ نہ رہے گا تو تیری طرف موجودات کا پیدا کرنا اور خرق عادات منسوب ہوں گے۔ یعنی وہ تم کو حکم میں خوارق وکرامت کے ساتھ متصرف کر دے گا"۔

فیریٰ ذٰلِکَ مِنکَ فِی ظَاہِرِ الفعل والحکم — "یعنی پھر وہ فعل تجھ سے ظاہر فعل وحکم میں دیکھا جاتا ہے لیکن باطن اور نفس الامر میں خدا کا فعل ہوتا ہے۔ کیونکہ معجزہ اور کرامت فعل خدا ہے کہ بندہ کے ہاتھ بوجہ اس کی تصدیق اور تکریم کے ظاہر ہوتا ہے"۔

وھو فعل اللہ وارادتہٗ حقًا فی العلم — "حالانکہ علمی نگاہ اور باطنی یقین میں وہ تکوین اور خرق عادات خدا تعالیٰ کا فعل و تصرف وارادہ ہے"۔

❊

بزرگانِ دین کے ساتھ عقیدت نہ رکھنا اور اُن کی کرامات اور رُوحانی قوت کا انکار کرنا جدا معاملہ ہے لیکن اولیاء اللہ کو اصنام سے اور ان کے مزارات کو مندروں اور استھانوں سے نسبت دینا کس قدر شرمناک بات ہے!

کیا بتوں کو بھی وہ قرب الٰہی حاصل ہے جو احادیث مذکورہ میں بیان ہوا؟
خدا کے دوستوں (اولیاء اللہ) اور دشمنوں (اصنام) کو برابر سمجھنا کہاں کا اسلام ہے؟
کیا آپ اپنے دشمنوں اور دوستوں کو یکساں سمجھتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ مقربین اللہ سے
اس سے بڑھ کر کیا دشمنی ہو سکتی ہے؟ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ فی زمانہ اس قسم کا
عقیدہ رکھنے والے افراد اپنے تئیں حنفی۔ قادری۔ نقشبندی وغیرہ کہتے ہیں۔
گویا بزرگانِ عظام کو بڑی عقیدت سے مانتے ہیں۔ اور ان کے سلسلوں میں منسلک
ہیں۔ حالانکہ آج تک کسی صحیح اہل طریقت نے مذکورہ بالا بدعقیدگی کا اظہار
کبھی نہیں کیا۔ اگر ماننا یہی ہے تو پھر انکار کس بلا کا نام ہے؟

؎ چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں زند!

بندگانِ خدا کی خداداد قدرت

قرآن مجید پارہ انیسواں سورۂ نمل۔ رکوع تیسرا ارشاد ہوتا ہے :-

قَالَ يَاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ج وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ۝

"کہا (سلیمان علیہ السلام نے) اے دربار والو! تم میں
کوئی ہے کہ لے آئے میرے پاس اس کا تخت
پہلے اس سے کہ وہ آئیں میرے پاس مسلمان
ہو کر۔ بولا ایک دیو جنوں میں سے میں لا دیتا ہوں
وہ آپ کو قبل اس سے کہ آپ اپنے مقام سے اٹھیں اور
بیشک میں اس پر (اس تخت کے اٹھانے پر) زبردست

قَالَ الَّذِیۡ عِنۡدَہٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡکِتٰبِ اَنَا اٰتِیۡکَ بِہٖ قَبۡلَ اَنۡ یَّرۡتَدَّ اِلَیۡکَ طَرۡفُکَ ؕ فَلَمَّا رَاٰہُ مُسۡتَقِرًّا عِنۡدَہٗ قَالَ ہٰذَا مِنۡ فَضۡلِ رَبِّیۡ ۟ۙ

اور امین ہوں۔ بولا وہ شخص جسکے پاس تھا ایک علم کتاب کا۔ میں لا دیتا ہوں وہ (تخت) آپ کو اس سے پہلے کہ پھر آئے آپ کی آنکھ آپکی طرف۔ پس جب دیکھا اس کو اپنے پاس پڑا ہوا تو کہا یہ میرے پروردگار کے فضل سے ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور بلقیس کا قصہ محتاج بیان نہیں، اور نہ ہی اس جگہ پر قصہ بتلانا مقصود ہے۔ ہم تو صرف یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقربین کو کتنی طاقت عطا فرمائی ہے۔ آیاتِ کریمہ میں مالکِ ذوالجلال نے اپنے ایک بندۂ مقرب کا ذکر فرمایا ہے جس وقت بلقیس کے قاصد جو ہدیے لے کر آئے تھے واپس چلے گئے تو سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں کو مخاطب کر کے فرمایا "کیا تم میں سے کوئی ہے جو تخت بلقیس کو میرے پاس لے آئے۔ اس سے پیشتر کہ وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئیں" تو ایک جن کہنے لگا کہ میں عدالت برخاست ہونے سے پیشتر لاؤں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس سے بھی جلدی منگوانا چاہتا ہوں تب ایک صاحب علم بولے (جو بعض مفسرین کے نزدیک آصف برخیا وزیر حضرت سلیمان علیہ السلام کے تھے) کہ میں آنکھ جھپکنے سے پہلے لاتا ہوں اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان کو اجازت دی۔ انہوں نے دعا مانگی۔ تخت معاً موجود ہو گیا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت اپنے سامنے دیکھا تو فرمایا "یہ میرے پروردگار کے فضل سے ہے"۔

صاحب موضح القرآن لکھتے ہیں "یہ (تخت) ظاہر کے اسباب سے نہیں آیا۔ اللہ کا فضل ہے کہ میرے (سلیمان علیہ السلام کے) رفیق اس درجہ کو پہنچے کہ ان

سے کرامت ہونے لگی "۔

.... کیا یہ انسانی طاقت ہو سکتی ہے؟ کہ اتنی وزنی چیز کو در چشم زدن کوسوں سے اٹھا کر ایک رفیقِ سلیمان علیہ السلام اپنے صاحب کی خدمت میں پیش کر دے ۔

آگے چلئے :

قرآن کریم ۔ پارہ سولہواں ۔ پہلا رکوع ۔ قال اللّٰہ عزّ وجلّ :۔

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝

" اور وہ جو لڑکا تھا ۔ سو اس کے والدین ایماندار تھے ۔ پھر ہم ڈرے کہ ان کو تنگ کرے سرکشی اور کفر کر کے پس ارادہ کیا ہم نے کہ بدلا دے ان کو ان کا پروردگار اس سے بہتر از روئے طہارت و پاکیزگی اور زیادہ قریب بلحاظ شفقت و مہربانی (اپنے والدین پر)

جب موسیٰ علیہ السلام ایک مقرّب بندۂ خدا جس کو اللّٰہ تعالےٰ نے رحمت اور علم وافر عطا فرمایا تھا سے ملاقی ہوئے ۔ (اکثر مفسّرین لکھتے ہیں کہ وہ خضر علیہ السلام تھے) اور ان کی صحبت میں تربیت کے واسطے روانہ ہوئے تو ایک مقام پر حضرت خضر علیہ السّلام نے ایک لڑکے کو قتل کر دیا ۔ موسےٰ علیہ السلام بولے :۔

اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ

" یعنی کیا آپ نے ایک معصوم لڑکے کو ناحق اور بلا قصاص قتل کر ڈالا "

تو آگے چل کر خضر علیہ السلام نے اس کی تاویل میں فرمایا کہ چونکہ اس لڑکے کے والدین بڑے نیک اور ایماندار تھے ۔ اگر یہ لڑکا زندہ رہتا تو سرکش اور بے ایمان

ہوتا۔ اور اپنے والدین کو تنگ کرتا۔ لہذا ہم نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اور پھر ہم نے ارادہ کیا کہ ان کا پروردگار ان کو اس سے بہتر اور پاکیزہ نعم البدل عطا فرمائے (مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس لڑکے کے عوض ان کو ایک لڑکی عطا فرمائی جس کی نسل سے ستر ۷۰ پیغمبروں کا ظہور ہوا)

آں پسر را کش خضر ببرید حلق ‌ ‌ ‌ سرّ آنرا در نیابد عام خلق!!
آنکہ جاں بخشد اگر بکشد رواست ‌ ‌ ‌ نائب است و دست او دستِ خدا ست

مخالفین! ذرا خضر علیہ السّلام کے الفاظ نوٹ کر لو۔ فرماتے ہیں:۔

"ہم نے ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ ان کو نعم البدل عطا فرمائے"۔ خدا کے لئے کسی پاک ہستی کی شان میں گستاخی نہ کر بیٹھنا۔ کیونکہ اس آیہ شریفہ میں بھی "گفتہ او گفتۂ اللہ بود" والا راز مضمر ہے۔

سورۂ آل عمران رکوع ۵۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ

"اور میں بھلا چنگا کر دیتا ہوں، مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو اور میں زندہ کر دیتا ہوں مردوں کو اللہ کے حکم سے"۔

آیہ مندرجہ بالا میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی روحانی قوّت کا ذکر کیا گیا ہے آپ نے صاف طور پر فرما دیا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے وہ اختیارات عطا فرمائے ہیں کہ میں کوڑھیوں کو اچھا، مادرزاد اندھوں کو بینا اور مُردوں کو زندہ کر دیتا ہوں۔ ہم منکرین معجزات و کرامات سے دریافت کرتے ہیں کہ آیا حضرت عیسےٰ علیہ السّلام پر ایمان لانے والے وہ لوگ جو ان کی خدمت میں برائے استمداد و شفا حاضر ہوتے تھے مومن تھے یا مشرک۔ اگر مومن تھے تو بحمداللہ آپ بھی مقبولانِ خدا سے استمداد کے

قائل ہو گئے۔ اور اگر مشرک تھے تو آیہ کریمہ کا انکار لازم آتا ہے۔ اور شرک کی نسبت حضرتِ عیسےٰ علیہ السّلام کی جرأت کرنے سے آپ کون ہوئے؟ خیر آپ جو ہوئے سو ہوئے ہم آپ کے حق میں کچھ کہنا نہیں چاہتے۔ مگر خداوند تعالیٰ کی جناب میں دست بدعا ہیں کہ اللّٰہ تعالےٰ توفیق ادب عطا فرمائے اور بے ادبوں کی صحبت سے بچائے۔

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ اگر کوئی مقربِ خدا کسی فعل کا ارادہ کرے تو اللّٰہ تعالےٰ اس کو پورا کر دیتا ہے۔ بدعقیدہ لوگوں کی سمجھ کا فرق ہے یہ لوگ دراصل کراماتِ اولیاء کرام کے منکر ہیں۔ اور بلاوجہ اہلسنّت وجماعت پر کفر و شرک کی ناپاک تہمت لگاتے ہیں۔ ہم کسی نبی یا ولی کو خالق الافعال ہرگز نہیں سمجھتے خالق الافعال خاص ذاتِ خداوندی ہے۔ البتہ جب کوئی اس کا بندۂ مقبول کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو مولائے پاک اس کی آرزو کے مطابق پورا کر دیتا ہے۔ خدا کے سوا کسی دوسرے کو مختارِ حقیقی اور خالق الافعال سمجھنے والا بے شک مشرک و ملحد ہے۔ اور کراماتِ اولیاء کرام اور اُن کی خداداد روحانی قوّت کا منکر بلاشبہ بے دین اور مرتد ہے۔

منکرینِ استمداد از اولیاء اللہ کو اگرچہ رُوحانی قوّت تو نصیب نہیں ہوتی مگر ظاہری قوی اور جسمانی طاقت تو اللّٰہ تعالےٰ نے ضرور عنایت فرمائی ہے اور یہ امر بھی مسلّمہ ہے کہ جملہ امورِ دینی و دنیوی کا فاعلِ حقیقی صرف ذاتِ باری ہے۔ اب ہم ان لوگوں سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر وہ اپنی دماغی یا جسمانی قوّت سے کوئی اہم کام سرانجام دیں۔ مثلاً انبیآء علیہم السلام اور اولیاء کرام رضوان اللّٰہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی توہین میں کوئی رسالہ یا کتاب لکھ کر عوام کو گمراہ کریں

اور پھر کسی ہم عقیدہ سائل کے جواب میں ان کا کوئی عالم یا مفتی یوں کہے کہ صاحب یہ رسالہ میری دماغی قابلیت کا نتیجہ ہے۔ محنت شاقہ سے میں نے قلمبند کیا ہے میں نے اس کے متعلق یہ کیا میں نے وہ کیا۔ وغیرہ وغیرہ" تو کیا ایسی صورت میں اس عالم یا مفتی کا ایمان ثابت رہے گا۔ یا دامن شرک سے آلودہ ہو جائے گا ان کو اپنے فتویٰ کے مطابق خود ہی زمرۂ مشرکین میں داخل ہو جانا چاہئے۔ کیونکہ انہوں نے متصرفِ حقیقی اور فاعل اصلی کا تو نام تک نہیں لیا۔ "میں ہی میں" کی رٹ لگاتے رہے۔ اور اگر اب بھی وہ اپنے زعم میں مومن ہی ہیں تو اہلسنت وجماعت نے کونسا جرم کیا ہے؟ جس کی پاداش میں ان کو مشرک و مبتدع بنایا گیا ہے کیا وہ اولیاء اللہ کو فاعل حقیقی سمجھتے ہیں؟ یا مالکِ اصلی؟ اگر تم اپنی جسمانی یا دماغی قوت سے کوئی اہم کام سرانجام دے کر اپنی طرف منسوب کر کے مشرک نہیں ہو سکتے۔ تو کیا کوئی بلا افتادہ کسی ولی اللہ کی خداداد روحانی قوت کے ذریعہ گرداب بلا سے رہائی پا کر یوں کہے کہ "فلاں بزرگ نے مصیبت میں میری امداد فرمائی۔ اور ان کی دعا سے میری مشکل ہو گئی۔" مشرک و بدعتی ہو جائے گا۔ ع

برین عقل و دانش بباید گریست

کیا اس مشہور و معروف واقعہ کو بھول گئے ہو جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے منبر نبوی پر خطبہ جمعہ پڑھتے ہوئے فرمایا۔

"یا ساریۃ الجبل الجبل" "یعنی اے ساریہ پہاڑ کی آڑ لو۔"

اور اپنے امیر لشکر حضرت ساریہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ملک نہاوند میں غائبانہ مدد فرما کر مخالفین کی جنگی چالوں سے آگاہ فرما دیا۔ اب ذرا ٹھنڈے دل سے سوچو کہ مدینہ منورہ کہاں؟ اور ملک نہاوند و میدانِ جنگ کہاں؟ اور

ایک لمحہ کے اندر وہ آواز سینکڑوں میلوں کی مسافتِ بعیدہ پر کس طرح جا پہنچی اور سامعین بالمشافہ نے اس آواز کو ویسے ہی سُنا جیسے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مومنین کے اطمینانِ قلب کے لئے تو یہ ایک واقعہ ہی اس امر کا کافی و وافی ثبوت ہے کہ مقبولانِ خدا کے لئے قریب اور دُور سے دیکھنا اور امداد فرمانا برابر ہے۔ مگر نہ ماننے والوں کے مرض کی دوا تو دنیا کے کسی شفا خانے میں بھی نہیں ملے گی۔ منکرین کی مادہ پرستی اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ یورپ کی ایجادات ان کا رکنِ ایمان بن گئی ہیں۔ فرنگستان سے اگر کوئی غلط تاربرقی پیغام موصول ہو تو اس کو بلا تامل صحیح مان لیں گے۔ مگر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق ایک صحیح واقعہ کا انکار کر کے نہایت بے باکانہ لہجہ میں یوں کہہ دیں گے :-

"اجی وسیلہ واستمداد از اولیاء کا ثبوت قرآن وحدیث سے کہاں ملتا ہے؟
ان ھذا الا اساطیر الاولین ؁"

وسیلہ و استمداد

قَالَ اللّٰہ تعالیٰ عزوجلّ

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ؁

" اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں آپ کے حضور حاضر ہوں پس اللہ سے بخشش چاہیں اور بخشش طلب کریں ان کیلئے رسول پاک تو بیشک وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے

والا اور مہربان پائیں "۔

آیہ کریمہ صاف ارشاد فرماتی ہے کہ حضور پُرنور عفوٌ غفور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ رسالت میں حاضری سبب قبول توبہ و دفع بلائے عذاب ہے۔ مقام غور ہے کہ ربّ العزّت تو یونہی گناہ بخش سکتا تھا مگر ارشاد ہوتا ہے۔ اگر قبول توبہ چاہتے ہو تو ہمارے پیارے کی سرکار میں حاضر ہو۔ ان کے وسیلہ سے تمہاری بخشش ہوگی۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝	اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر "

ظاہر ہے۔ کہ رحمت سبب دفع بلا و زحمت ہوتی ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ	" اور اللہ ان کافروں پر عذاب نہیں فرمائیگا جبتک اے محبوب آپ ان میں تشریف فرما ہیں

سبحان اللہ! ہمارے حضور دافع البلاء صلی اللہ علیہ وسلم جب کفار سے بلا و عذاب دفع کرنے والے ہیں تو پھر مومنین پر تو خاص رؤف الرّحیم ہیں

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ	اگر اللہ تعالےٰ آدمیوں سے آدمیوں کو دفع نہ فرمائے تو ہر ملت و مذہب کی عبادت گاہیں ڈھائی جائیں "

معلوم ہوا کہ مجاہدین واسطہ دفع بلا ہیں۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ	" یعنی اے مسلمانو! تمہارا مددگار کوئی نہیں مگر اللہ اور اسکا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے۔ اور وہ

الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ۝ رکوع کرنے والے ہیں"۔

یہاں اللہ اور رسول اور نیک بندوں میں مدد کو منحصر فرما دیا ۔ کہ بس یہی مددگار ہیں ۔ تو ضرور یہ مدد خاص ہے ۔ جس پر نیک بندوں کے سوا اور لوگ قادر نہیں ۔ ورنہ عام مددگاری کا علاقہ تو ہم میں سے ہر مسلمان کو ہر مسلمان کے ساتھ ہے ۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ "مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۝ دوسرے کے مددگار ہیں"۔

حالانکہ خود ہی دوسری جگہ فرماتا ہے :-

مَا لَھُمْ مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّلِیٍّ ۝ "اللہ کے سوا کسی کا کوئی مددگار نہیں"۔

معالم میں ہے :-

مَا لَھُمْ (ای لِاَھْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) مِنْ دُوْنِہٖ (ای مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) مِنْ وَّلِیٍّ (ناصرٍ) یعنی آسمانوں اور زمین والوں کا سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی مددگار نہیں ۔

جو لوگ استمداد از بزرگان دین کے منکر ہیں ان کے نزدیک معاذ اللہ کیسا کھلا شرک ہے ۔ کہ قرآن کریم نے خداوند تعالیٰ کی خاص صفتِ امداد کو رسولِ مقبول اور صالحین کے لئے ثابت کیا ۔ جیسے قرآن ہی جابجا فرما چکا کہ یہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کی صفت نہیں ۔ مگر بحمد اللہ اہل سنت وجماعت دونوں آیتوں پر ایمان لاتے ہیں ۔ اور ذاتی وعطائی کا فرق سمجھتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ بالذات مددگار ہے اور جناب رسول پاک سرور کائنات علیہ التحیات والتسلیمات اور اولیاء کرام اللہ کے قدرت دینے سے مددگار ہیں ۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝
"بے شک اللہ کی رحمت نیکو کاروں کے قریب ہے"۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اگر اللہ کی رحمت کے متلاشی ہو، تو نیکو کاروں کے سایہ میں آؤ۔

أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِ ۝
"اللہ نے اُسے نعمت بخشی۔ اور اے نبی پاک (علیہ الصلوٰۃ والسلام) آپ نے اُسے نعمت دی"۔

اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلّم اس آیت کی رُو سے نعمت دینے والے ہیں۔ مگر فرق وہی ذاتی اور عطائی کا ہے۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوْا مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ إِنَّا إِلَى اللّٰهِ رَاغِبُوْنَ ۝
"اور کیا خوب تھا۔ اگر وہ راضی ہوتے خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دینے پر۔ اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے۔ اب دیگا ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ہم اللہ کی طرف رغبت کرنے والے ہیں"۔

یہاں رب العزّت جل وعلا نے اپنے ساتھ اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کو بھی عنایت کرنے والا فرمایا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت فرمائی کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے امید لگائے رکھو۔ کہ اب ہمیں اپنے فضل سے دیتے ہیں۔ جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم۔

حدیث شریف نمبر ا

اُطْلُبُوا الْحَوَائِجَ إِلٰى ذَوِي الرُّحَمِ
فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم "میرے رحم دل امتیوں سے

مِنْ اُمَّتِیْ تُرْزَقُوْا وَتَنْجَحُوْا وَفِیْ لَفْظٍ اُطْلُبُوْا الْفَضْلَ عِنْدَ الرُّحَمَاءِ مِنْ اُمَّتِیْ تَعِیْشُوْا فِیْ اَکْنَافِهِمْ فَاِنَّ فِیْهِمْ رَحْمَتِیْ وَفِیْ لَفْظٍ اُطْلُبُوْا الْفَضْلَ مِنَ الرُّحَمَاءِ وَفِیْ رِوَایَةٍ اُخْرٰی

حاجتیں مانگو، ان سے فضل طلب کرو۔ ان سے بھلائی چاہو۔ رزق پاؤگے، مرادوں کو پہنچو گے، ان کے دامن میں آرام سے رہو گے ان کی پناہ میں چین کرو گے کہ ان میں میری رحمت ہے "

اُطْلُبُوْا الْمَعْرُوْفَ مِنْ رُحَمَاءِ اُمَّتِیْ تَعِیْشُوْا فِیْ اَکْنَافِهِمْ ۵

اَلْعُقَیْلِیُّ وَالطَّبَرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ بِاللَّفْظِ الْاَوَّلِ

وَابْنُ حِبَّانَ وَالْخَرَائِطِیُّ وَالْقُضَاعِیُّ وَاَبُوالْحَسَن

الْمُوْصِلِیُّ وَالْحَاکِمُ فِی التَّارِیْخِ بِالثَّانِیْ وَالْعُقَیْلِیُّ

بِالثَّالِثِ کُلُّهُمْ عَنْ اَبِیْ

سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ وَالْاُخْرٰی لِلْحَاکِمِ

فِی الْمُسْتَدْرَکِ عَنْ عَلِیِّ نِ الْمُرْتَضٰی

رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا

حدیث شریف نمبر ۲

فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم :۔

لَا یَزَالُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا مِنْ اُمَّتِیْ قُلُوْبُهُمْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاهِیْمَ یَدْفَعُ اللهُ بِهِمْ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ الْبَلَاءَ یُقَالُ لَهُمُ الْاَبْدَالُ

"میری امت میں چالیس مرد ہمیشہ رہیں گے کہ ان کے دل ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ ان کے سبب زمین والوں سے بلا دفع کریگا ان کا لقب ابدال ہوگا۔"

ابو نعیم فی الحلیۃ عن عبد اللہ
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حدیث شریف نمبر ۳ - فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم:-

لَا یَزَالُوْنَ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا یَحْفَظُ اللّٰہُ بِہِمُ الْاَرْضَ کُلَّہَا... "چالیس مرد قیامت تک ہوا کریں گے۔ جن سے اللہ تعالیٰ زمین کی حفاظت کروائے گا۔ جب ان میں سے ایک انتقال کرے گا۔ اللہ عزوجل اس کے بدلے دوسرا قائم فرمائیگا۔ اور وہ ساری زمین میں ہیں"

(الخلال عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

حدیث شریف نمبر ۴ - فرماتے ہیں سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم!

اِنَّ اللّٰہَ لَیَدْفَعُ بِالْمُسْلِمِ الصَّالِحِ عَنْ مِائَۃِ اَہْلِ بَیْتٍ مِّنْ جِیْرَانِہِ الْبَلَاءَ "بیشک اللہ تعالیٰ نیک مسلمان کے سبب اس کے ہمسایوں میں سے سو گھر والوں سے بلا دفع کرتا ہے۔"

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ حدیث روایت فرما کر اس آیہ کریمہ کی تلاوت فرمائی:-

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَہُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ ۙ"

رواہ عنہ الطبرانی فی الکبیر و عبد اللہ
ابن احمد ثم البغوی فی المعالم

حدیث شریف نمبر ۵ - مالکِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعًا وَّعِشْرِيْنَ مَرَّةً كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ يُسْتَجَابُ لَهُمْ وَيُرْزَقُ بِهِمْ اَهْلُ الْاَرْضِ ۔

"جو ہر روز ستائیس بار سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کرے وہ ان لوگوں میں ہو۔ جن کی دعائیں قبول ہوتی ہے۔ اور ان کی برکت سے تمام اہلِ زمین کو رزق ملتا ہے"۔

رالطبرانی فی الکبیر عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن

وہابی حضرات کہیں خفا نہ ہو جائیں۔ ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے بلکہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان واجب الاذعان ہے کہ اہل زمین کو نیکوں کے سبب سے رزق ملتا ہے۔

حدیث شریف نمبر ۶

رب العزت جلا وعلا فرماتا ہے

اِنِّیْ لَاَهُمُّ بِاَهْلِ الْاَرْضِ عَذَابًا فَاِذَا نَظَرْتُ اِلٰی عُمَّارِ بُیُوْتِیْ وَالْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ صَرَفْتُ عَنْهُمْ ۔

"میں زمین والوں پر عذاب اتارنا چاہتا ہوں پھر جب میرے گھر آباد کرنے والے میرے لئے باہم محبت رکھنے والے اور پچھلی رات کو استغفار کرنے والے دیکھتا ہوں۔ اپنا غضب ان سے پھیر دیتا ہوں"

البیہقی فی الشعب عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تعالیٰ یقول الحدیث

حدیث شریف نمبر ۷

فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:۔

اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَیْرًا صَیَّرَ حَوَائِجَ النَّاسِ

"اللہ تعالےٰ جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ چاہتا ہے۔ اسے لوگوں کا مرجع

اِلَیْہِ — حاجات بنا تا ہے"۔

مسند الفردوس عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حدیث شریف نمبر ۸ فرماتے ہیں۔ سرورِ انس و جان صلے اللہ علیہ وسلم :-

اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا اِسْتَعْمَلَہٗ عَلٰی قَضَاءِ حَوَائِجِ النَّاسِ ۝

"جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے۔ اس سے مخلوق کی حاجت روائی کا کام لیتا ہے"۔

البیھقی فی لشعب عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حدیث شریف نمبر ۹ فرماتے ہیں صاحب لولاک لما خلقت الدنیا - صلی اللہ علیہ وسلم :-

لَیْسَ مِنْکُم رَجُلٌ اِلَّا اَنَا مُمْسِكٌ بِحُجْزَتِہٖ اَنْ یَّقَعَ فِی النَّارِ ۝

"تم میں ایسا کوئی نہیں کہ میں اس کا کمر بند پکڑے روکے نہ رہا ہوں۔ کہ کہیں آگ میں گر نہ پڑے"۔

الطبرانی فی الکبیر عن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۝

بحمد اللہ اہل ایمان اللہ کے حکم سے توسل اور استمداد از انبیاء علیہم السلام و اولیاء عظام کے قائل ہیں۔ اور منکرین جو یہ استدلال کیا کرتے ہیں کہ اہل سنت وجماعت انبیاء و اولیاء اور خداوند تعالیٰ کے مابین ایسا وسیلہ قائم کرتے ہیں جیسا کسی دنیوی بادشاہ اس کے امراء و وزراء کارکنانِ سلطنت اور رعایا کے مابین تو یہ خیال ان کا بالکل باطل

اور عبث ہے ؎ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

ہم تو مشیتِ ایزدی کے تابع ہیں اور اللہ و رسول کے امر سے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے توسل کرنا جائز اور برحق سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ آیات اور احادیث سے واضح ہو چکا جب اللہ عزوجل اپنے مقبولین کی عزت افزائی فرماتے ہوئے انکو اپنی مخلوق کی حاجت روائی کا وسیلہ بنائے تو پھر اعتراض کیسا؟ اور منکرین کا حسد کرنا کیا معنی؟ مالک تعالیٰ اگر اپنے مقربین کو اعلیٰ مراتب عطا فرمائے اور پھر انہیں کے ذریعہ خلقت کی حاجات روائی کرے۔ اور بلا و آفات رد کرے تو کیا اسکی خدائی میں کوئی فرق آجاتا ہے۔ یا اس کے غیر منتہی خزانوں میں کوئی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ خدا جانے معلم اوّل کے چیلے چانٹوں کی عقل پر کیوں پردہ پڑ گیا۔ کہ یہ لوگ خواہ مخواہ اللہ تعالیٰ اور اس کے مقرب بندگان کے معاملات میں الجھ کر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ اس موحدِ اوّل نے بھی اللہ کے مقبول بندے کی تعظیم سے گریز کیا۔ اور "اِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ" کا صلہ پایا۔ اور یہی حال ان لوگوں کا ہوگا جو خدا کے محبوبوں کو اصنام سے تشبیہ دیکر اپنے استاد کے قدم بقدم چل رہے ہیں۔

منکرین اولیاء اللہ کا استدلال

اکثر وہ آیات جو مشرکین اور بتوں کے بارے میں نازل ہوتی ہیں اولیاء اللہ پر چسپاں کر کے عوام کو کس طرح دھوکا دیا جاتا ہے مشتے نمونہ

از خرداد ے درج ذیل ہے :

(۱) وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ . . . . كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ

(۱۷ : ۲)

ترجمہ ملاحظہ ہو

اور (بعض کافر) کہتے ہیں کہ (خدا نے) رحمان بیٹیاں رکھتا ہے۔ یعنی فرشتے اس کی بیٹیاں ہیں۔ اس کی ذات (اس تہمت سے) پاک ہے (فرشتے خدا کی بیٹیاں نہیں) بلکہ اس کے معزز بندے ہیں (الی آخرہٖ)"

اب ہم مفتی صاحب سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ یہ آیاتِ کریمہ اولیاء اللہ کی شان میں ہیں یا کفار کے بارے ہیں؟ کیا کوئی مسلمان ہے جو انبیاءؑ، اولیاء، یا فرشتگان کو خدا کا بیٹا یا بیٹی کہتا ؟ یا ان کو معبود سمجھتا ہو؟ قارئین دیکھ لیا۔ ان لوگوں کا مبلغِ علم! آگے چل کر اسی ترجمے میں لکھتے ہیں :۔

" اور یہ فرشتے کسی کی سفارش تک نہیں کر سکتے۔ مگر جن کے حق میں خدا ان کی سفارش، پسند فرمائے"

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے۔ اللہ تعالےٰ تیرا شکر! منکرین کو کسی حد تک تیرے فرشتگان کی سفارش کا تو یقین آگیا۔ مگر تیرے مقبولوں سے ابھی تک منحرف ہی ہیں۔

کیوں صاحب! ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ انبیا علیہم السلام اور

اولیاء کرام کو اللہ تعالےٰ کی عطا کردہ طاقت ہوتی ہے۔ جس کے باعث ان سے معجزات، کرامات اور خوارق عادات صادر ہوتے ہیں۔ اُن کی ذاتی قوت ماننے والے کو ہم بھی مشرک ہی جانتے ہیں۔

(۲) وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا

. . . . فَرِدًا ۱۶ : ۹۰

ترجمہ:- اور (بعض) لوگ قائل ہیں کہ خدائے رحمان بیٹا رکھتا ہے" وغیرہ وغیرہ

یہ آیت بھی مشرکین کے بارے میں ہے۔ حنفی نا دہابی یا کوئی نجدی صاحب ثابت کریں کہ کبھی کسی مسلمان نے کسی نبی یا ولی کو خدا کا بیٹا کہا ہو یا اس کو معبود سمجھا ہو۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ . . . . . وَّلَا تَحْوِيْلًا. اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ . . . مَحْذُوْرًا۔

ترجمہ:-

اے پیغمبر ان لوگوں سے کہہ دو کہ خدا کے سوا جن (معبودوں) کو تم (شریک خدا) سمجھتے ہو ان کو بلا دیکھو۔ تو (یہ تمہارے معبود) نہ تو تم سے تکلیف دور کر سکیں گے۔ اور نہ بدل سکیں گے۔ یہ لوگ جن کو مشرکین (حاجت روا) سمجھ کر بلاتے ہیں" وغیرہ وغیرہ الیٰ آخرہٖ"

مفتی صاحب کی وہابیت میں تو کلام نہیں۔ مگر میں صاحب تدبر دبے الفاظ میں اس امر کی تصدیق بھی کر گئے کہ آیات مندرجہ بتوں کے

بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ اور کسی کو سر بھی نہ ہونے دیا۔ کیا کریں۔ آخر مجبور ہیں، شکم کا معاملہ اور روزی کا سوال ہے مفتی جی ہیں تو وسیلہ کے منکر مگر وسیلہ کے بغیر گزارہ بھی نہیں چل سکتا۔ اولیاء کرام کی حمایت نہ سہی۔ ان کی مخالفت کو ہی ذریعہ معاش بنا رکھا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے قربان! جس کو روزی دیتا ہے، اپنے مقرّب بندوں کی طفیل ہی عنایت فرماتا ہے۔ مفتی صاحب نے مذکورہ آیت میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ انبیاء یا اولیاء سے توسل کرنا شرک ہے۔ مگر ملاحظہ فرمایئے، اس آیت کے تحت صاحبِ موضح القرآن کیا فرماتے ہیں!

"یعنی جن کو کافر پوجتے ہیں، وہ آپ ہی اللہ کی جناب میں وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ جو بندہ بہت نزدیک ہو۔ اس کا وسیلہ پکڑیں۔ اور وسیلہ سب کا پیغمبر ہیں، آخرت میں انہیں سے شفاعت ہوگی"۔

(۴) وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ الی آخرہ

ترجمہ: "اور (مشرکین) خدا کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو ان کو نہ نقصان ہی پہنچا سکتی ہیں۔ اور نہ ہی ان کو فائدہ دے سکتی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ"۔

مترجم نے خود ہی اقرار کر لیا۔ کہ یہ آیہ کریمہ مشرکین کے بارے میں ہے۔ لفظ ما لغت میں غیر ذوی العقول کے لئے موضوع ہے جس سے اصنام مراد ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ منکرین نے اندادہ خبث

باطن انبیار اولیار کو بھی اس کے افراد میں داخل کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

۵ قُلْ أَفَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ . . . . الی آخرہ (۱:۲۴)

ترجمہ:-

"(اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہو۔ بھلا دیکھو تو سہی۔ خدا کے سوا جن (معبودوں) کو تم پکارتے ہو۔ اگر خدا مجھے کوئی تکلیف پہنچانی چاہے تو کیا یہ (معبود) اس کی (بھیجی ہوئی) تکلیف کو دور کر سکتے ہیں؟ (الی آخرہ)

اس جگہ بھی وضاحت کے ساتھ مترجم نے لکھ دیا کہ تدعون من دون اللہ سے مراد خدا کے سوا جن معبودوں کو تم پکارتے ہو۔ اور اولیاء اللہ سے مراد تو خدا کے مقربین اور محبوبین ہی ہے۔ ان کو نعوذ باللہ معبود تو کوئی مسلمان نہیں سمجھتا۔ اولیاء اللہ پر ایسی آیات چسپاں کرنا صریحاً نص قرآنی کے خلاف ہے۔

(۶) وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ○ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ○

(سورہ احقاف)

ترجمہ:- "اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو خدا کے سوا ایسے معبودوں کو پکارے جو روزِ قیامت تک اس کا جواب نہ

دے سکیں - اور جواب دینا تو درکنار ان کو تو ان کی دعا تک کی بھی خبر نہیں - اور جب قیامت کے دن لوگ حساب کے لیے جمع کئے جائیں گے - تو یہ معبود ان کے دشمن ہو جائینگے اور ان کی پرستش سے انکار کریں گے "

مفتی صاحب ذرا تفاسیر اٹھا کر دیکھ لیتے کن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے - تو جلالین ہی ملاحظہ ہو :-

وَمَنْ (استفہام بمعنی النفی ای لا احد) اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا یَعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (غیرہ) مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَهُمْ (الاصنام) لَا یُجِیْبُوْنَ عَابِدِیْهِمْ اِلٰی شَیْءٍ یَسْئَلُوْنَهٗ اَبَدًا) عَنْ دُعَآئِهِمْ (عبادتھم) غٰفِلُوْنَ (لانھم جماد لا یعقلون) وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ (لعابدیھم) اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ (بعبادة عابدیھم) كٰفِرِیْنَ (جاحدین)

"یعنی اس شخص سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں جو اللہ کے سوا ایسے بتوں کی عبادت کرتا ہے جو اپنے عابدین کو کبھی بھی جواب نہیں دینگے اور وہ (اصنام) ان کی (بت پرستوں کی) عبادت سے بے خبر ہیں - کیونکہ وہ بت پتھر کی بے سمجھ مورتیاں ہیں - جب لوگ بروز حشر جمع کئے جائیں گے تو وہ پتھر کے بت اپنے پجاریوں کے دشمن ہو جائیں گے - اور ان کی عبادت سے صاف انکار کریں گے "

(تفسیر جلالین مطبوعہ بمبئی (مطبع فتح الکریم) ۱۳۰۱ھ صفحہ ۱۲۱)

کوئی جاہل سے جاہل بھی اس آیۂ کریمہ کو اولیاء کرام کے حق میں بطور حوالہ پیش نہیں کر سکتا -

اولیأ اللہ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کا مبلغ علم

آیات مذکورہ میں الفاظ دعا۔ یدعو۔ ندعون وغیرہ کے من گھڑت معانی بتلا کر عوام کو دھوکا دیا گیا ہے۔ کہ اولیاء مثل اصنام کے ہیں۔ ان کو پکارنا اور ان سے مدد طلب کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ بتوں سے ہم ان وہابی کمش مفتیوں سے استفسار کرتے ہیں۔ کہ بوقت بعثت جناب رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کتنے صحیح العقیدہ مسلمان تھے۔ جو انبیاء علیہم السلام یا اولیاء کرام سے توسل کرتے اور ان سے استمداد کے قائل تھے۔ کیا خانہ کعبہ جو سرورِ دوجہاں رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل آج بیت اللہ نظر آتا ہے۔ خانۂ اصنام نہ تھا؟ کیا یہ آیات لات، منات عزّیٰ وغیرہ کے پوجاریوں کے بارے میں نازل نہیں ہوئیں؟ آیات کے معانی میں تحریف وتصریف کرنا مَنْ فسّر القرآن کبرادیہا فَقَدْ کَفَرَ کا مصداق بننا ہے۔ تفسیر جلالین، مدارک، معالم التنزیل وغیرہ اٹھا کر دیکھئے۔ لفظ یدعوا کے معنی یَعْبُدُ اور دعائہم کے معنی عبادتِہم لکھے ہیں یا نہیں؟

قرآن مجید میں الفاظ دعا۔ یدعوا ور تدعوا وغیرہ کے چھ معنی مراد ہیں:۔

(۱) عبادت۔ وَلَاتَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰہًا اٰخَرَ (سورۂ قصص رکوع ۹) :

لَاتَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (سورہ یونس رکوع ۱۱)

(۲) استعانت - وَادْعُوْا شُہَدَاءَکُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔
سورۂ بقرہ رکوع ۳)

(۳) سُوال - اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (سورہ مومن رکوع ۶)

(۴) قول وکلام - دَعْوَاھُمْ فِیْھَا سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَتَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلَامٌ (سورۂ یونس رکوع ۱)

(۵) ندار - یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِھِمْ (سورہ بنی اسرائیل)

(۶) تسمیتہ پکارنا - لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا (سورۂ فرقان رکوع ۹)

ذیل کی آیات پیش کرکے ہم منکرین سے پوچھتے ہیں - کہ ان میں دعا یدعوا کے وہی من گھڑت معنی استمداد کے لئے جا ئینگے - جو تم نے آیہ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے استنباط کئے ہیں - ملاحظہ ہو - وَیَا قَوْمِ مَالِیْ اَدْعُوْکُمْ اِلَی النَّجٰوۃِ وَتَدْعُوْنَنِیْ

(۱) اِلَی النَّارِ ؕ (سورہ مومن رکوع ۵)

(۲) اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَھَارًا ۙ فَلَمْ یَزِدْھُمْ دُعَاءِیْ اِلَّا فِرَارًا (سورۂ نوح رکوع ۱)

(۳) وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ (سورہ یونس رکوع ۳)

(۴) اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَائِھِمْ ھُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ ۚ
(سورۂ احزاب رکوع ۱)

(۵) فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (سورۂ اقرا رکوع ۱)

(۶) فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ (سورۂ کہف رکوع ۷)

(۷) يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۸)

(۸) وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى (سورۂ کہف)

دیکھئے ان تمام مقامات پر لفظ دعا کے معنی مختلف ہیں اور غیر ممنوع کیا یہ دعا بھی لَاتَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ میں شامل ہے یا نہیں ؟ ہرگز نہیں۔ مخالفین نے خلاف مفسرین لفظ یدعوا تدع۔ تدعوا کے معنی ہر جگہ ندا لغیر اللہ لکھا ہے اور اگر یہ معنی صحیح تسلیم کر لئے جائیں تو مفتی صاحب کے اس فتویٰ کے مطابق کوئی فردِ بشر بھی شرک سے نہیں بچ سکتا ۔کیونکہ یہ سب کا دستور العمل ہے کہ ایک دوسرے کو "یا زید" "یا عمر" کہہ کر پکارتے ہیں۔

ہم مفتی وہاب نگر سے دریافت کرتے ہیں کہ ان کے مکان کو کسی وجہ سے مثلاً گھر کے چراغ سے آگ لگجائے اور وہ خدا کا دروازہ چھوڑ کر اہلِ محلہ کو امداد کیلئے پکاریں تو کیا مفتی جی کا ایمان ثابت رہا یا مشرکین کی جماعت میں داخل ہو گئے وہ اپنے استدلال کی رُو سے خاصے پکے مشرک ہو گئے۔ کیونکہ انھوں نے دو جرموں کا ارتکاب کیا (۱) غیر اللہ کو پکارا (لاتدع من دون اللّٰہ) (۲) ان سے مدد کا مطالبہ کیا۔ شاید مفتی صاحب اپنے تئیں مومن ثابت کرنے کی غرض سے یہ حجت پیش کریں "بھائی ہم نے ان لوگوں کو معبود یا خدا کا شریک تو نہیں سمجھا" تو ہم یہ کہتے ہیں۔ کیا اہلِ سنّت کسی نبی یا ولی کو خدا کا شریک سمجھتے ہیں ؟ ہرگز نہیں! وہ بھی تو مقبولانِ خدا کی خداداد روحانی قوّت کے قائل ہیں۔ اگر تم اہلِ دنیا کی مدد حاصل کر کے مشرک نہیں ہو سکتے تو وہ اہل اللہ سے

استمداد کرکے کس طرح مشرک و بدعتی بن جائیں گے؟
نوٹ: مخالفین کے باقی حوالہ جات اور استدلال کو اسی پر قیاس کرلیں۔

"وظیفہ"

امداد کُن، امداد کُن، از بندِ غم آزاد کُن
"در دین و دنیا شاد کُن یا شیخ عبدالقادرا"
(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مخالفین وظیفہ مذکور کی تردید میں "فتوح الغیب" کا ایک حوالہ عموماً نقل کردیا کرتے ہیں۔ جو درج ذیل ہے:۔

لَمَّا مَرِضَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مَرَضَہُ الَّذِی مَاتَ فِیْہِ قَالَ لَہٗ اِبْنُہٗ عَبْدُ الْوَھَّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَوْصِنِی یَاسَیِّدِی بِمَا اَعْمَلُ بِہٖ بَعْدَکَ فَقَالَ عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَلَا تَخَفْ اَحَدًا سِوَی اللّٰہِ وَلَا تَرْجُ اَحَدًا سِوَی اللّٰہِ وَکِلِ الْحَوَائِجَ اِلَی اللّٰہِ وَلَا تَعْتَمِدْ اِلَّا عَلَیْہِ

"جب حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے مرض میں مبتلا ہوئے جس سے جانبر نہ ہوسکے آپکے لڑکے عبدالوہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ اے میرے آقا مجھے وصیّت کیجئے۔ جس پر میں آپکے بعد عمل کروں۔ فرمایا"۔ خدا سے ڈریو! اور خدا کے سوا کسی دوسرے سے خوف نہ کیجیو۔ اور خدا کے سوا کسی سے امید مت رکھیو۔ اور اپنی سب حاجتیں خدا کے سپرد کردو۔ اور

وَاطْلُبْهَا جَمِيْعًا مِنْهُ التَّوْحِيْدُ اِجْمَاعُ الْكُلِّ ٥

اس کے سوا کسی پر اعتماد نہ رکھیو اور سب کچھ اسی سے مانگیو۔ توحید کو مضبوط پکڑیو اسی پر سب کا اجماع ہے۔"

حضرت غوثِ دو جہاں محبوبِ سبحانی شہباز لامکانی سرکار شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی کا ہر فرمان ہمارے سر اور آنکھوں پر۔ ہم اہلِ سنّت وجماعت ہیں ضدی اور متعصب وہابی نہیں ہیں۔ مگر ہم ان لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ تم نے حضور کے صاحبزادے حضرت شیخ سید پیر عبد الوہاب رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی شخصیت کو کیا سمجھا ہے، اگر اپنے جیسا (کیونکہ تمہارے پیشوا کناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے بھائی کی مثل تصور کرتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ ہمیں اور جملہ مومنین کو تمہارے شر سے محفوظ رکھے۔ اور اگر جناب کو برگزیدہ اور مقرب بندۂ خدا سمجھتے ہو۔ تو پھر جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔ مقبولانِ خدا کیلئے خدا کی ہستی کے سوا کسی غیر کو طلب کرنا تو در کنار بلکہ دل میں اسکا خیال لانا بھی گناہ ہے چہ جائیکہ کسی دنیاوی مخلوق کے دروازے پر اپنی حاجت روائی کیلئے جائیں یا اُس پر اعتماد رکھیں یا اس سے کچھ طلب کریں۔ ہر حالت میں اللہ تعالےٰ ان کا یار و مددگار ہوتا ہے بلکہ انکے واسطے سے دوسروں کی حاجات پوری کر کے اپنے مقبولین کی عظمت کا سکہ عوام کے دلوں میں بٹھا دیتا ہے سلطان الاولیاء حضرت محبوبِ سبحانی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا اپنے جلیل القدر فرزند ارجمند حضرت شیخ سید پیر عبد الوہاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مذکورہ الفاظ میں وصیت فرمانا بالکل بجا اور برحق ہے۔

اگر یہ فرمان عوام کے حق میں سمجھا جائے۔ جیسا کہ معترضین خیال کرتے ہیں تو ہم انہیں سے جواب طلب کرتے ہیں کہ آیا تم اپنے پیش کردہ

مذکورہ بالا حوالہ کے مطابق اس عالم اسباب میں اپنی سب حاجتیں (دینی ہوں یا دنیوی کیونکہ لفظ "سب" ہے) اللہ کے سپرد کرکے گھر میں بیٹھ جاتے ہو۔ یا حاجات روائی کے لئے تمہیں وسیلہ وسبب کی ضرورت پڑتی ہے۔ ذرا سوچ کر جواب دو۔ کہیں شرک کی الجھن میں نہ پھنس جاؤ۔ یقیناً ہر ذی بشر کو ماننا پڑے گا کہ اس عالم اسباب میں کوئی کام بھی بغیر وسیلہ وسبب نہیں نکل سکتا۔ بتائیے۔ اب اگر وسیلہ کا انکار کرو تو بے کاری اور فاقہ کشی کا سامنا اور اگر وسیلہ ڈھونڈو تو مشرک بنتے ہو۔

مقام حیرت ہے

کہ منکرین اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم طلب زر اور لقمہ تر کے لئے غیر اللہ کی چاکری وغلامی کریں۔ خلاف شرع امور کا ارتکاب واعتراف کریں اور اپنی ملازمت ونوکری کو حیات مستعار کا جزو لاینفک اعتقاد کریں۔ بیمار ہوں۔ کسی علت میں مبتلا ہوں تو طبیبوں اور ڈاکٹروں کے آستانوں پر جا کر دروازہ کھٹکھٹائیں۔ ان کی ہدایت کے موافق جڑی بوٹی خاک دھول کھائیں پیئیں۔ ان کو دافع البلاء، قابض، قبض کشا، مسہل، مقوی دل ودماغ، قاطع، مہلک، نافع، ضار، مطفی، مقی، رادع وغیرہ جو خاص اسم فاعل کے صیغے ہیں بلا تامل بولیں سمجھیں اور شرک کی ہوا تک نہ لگے۔ اور اللہ والے عشق محبوبان خدا کے متوالے ان جڑی بوٹیوں، نباتات وجمادات کو اگرچہ بے کار وعبث نہیں سمجھتے۔ ضرور ان کو بھی قضاء حوائج ودفع آلام وتکالیف کے لئے اسباب مخلوقہ تصور کرتے ہیں لیکن انبیاء ورسل صلوات اللہ وسلامہ علیہم اور ان کے سچے نیاز مند مطیع فرمان حضرات اولیاء الرحمن کو بھی بحیثیت

اشرف المخلوقات ہونے کے دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والآلام سمجھے اور ان کی روحانی قوت کو دفع بلا کے لئے سبب اعتقاد کرتے ہیں۔ اگر نباتات وجمادات سے استمداد واستعانت علی وجہ الاسباب جائز ہے۔ تو انبیاء کرام و اولیاء عظام سے استعانت و استمداد عند الحاجات بلا شک و شبہ جائز ہی نہیں بلکہ افضل و اولی ہے جو جڑی بوٹی سے استمداد کرے۔ اس کو نافع و ضار قاتل و مہلک اعتقاد کرے اور انبیاء و اولیاء سے کشف شدائد و دفع مصائب میں استمداد کرنا شرک وضلالت بدعت بتائے۔ وہ یقیناً جڑی بوٹی وغیرہ مادی اشیاء کو انبیاء و اولیاء سے بہتر و بزرگ تر و نافع تر سمجھتا ہے۔ ع ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

اگر یہی ذہانت ہے تو اللہ رحم فرمائے اگر سچے ہو۔ اور غیر خدا سے توسل و تشفع۔ مدد و نصرت طلب کرنے کرانے کو مطلقاً شرک و بدعت سمجھتے ہو تو آج ہی سے ترک دنیا کر کے کسی پہاڑ کی غار میں جا کر بیٹھ جاؤ معطی حقیقی رزاق مطلق تم کو وہیں رزق پہنچائے گا۔ ناحق ملازمت کی زحمت گوارا کر کے شرک کی اوڑھنی اوڑھے پھرتے ہو۔ وادر شکم ہو تو کیوں ڈاکٹر یا طبیب کی خوشامد کرتے اور گھاس پھونس سے استمداد کرتے ہو شادی کرنے کی بھی کیا ضرورت تھی؟ آپ ہی بچے پیدا ہوتے چلے جاتے کاشتکاری میں بیج بونے اور آبپاشی کی کیا حاجت تھی؟ کیا پروردگار عالم بغیر اسباب تمام چیزیں پیدا کرنے اور جملہ بلائیں اور علتیں دُور فرمانے پر قادر نہیں ہے؟ یقیناً وہ قادر علی الاطلاق ہے جملہ ممکنات تحت قدرت ہیں تعصب اور ضد ترک کر کے اہل اللہ کا دامن پکڑ لو۔ اور خوب سمجھ لو کہ یہ عالم

عالم اسباب ہے۔ یہاں کے تمام کام اسباب کے ساتھ مربوط ہیں۔ خالق حقیقی، معطی حقیقی۔ نافع، دافع، رافع، قابض، باسط، محی ومُمیت بالذات وبالاستقلال ایک اللہ کی ذات ہے۔ لیکن کہا یہی جائے گا کہ زید نے بکر کو مار ڈالا۔ فلاں مرض کو فلاں دوا نے نفع دیا۔ سقمونیا مسہل ہے۔ زہر قاتل ہے۔ روٹی بھوک کی دافع ہے۔ پانی پیاس بجھاتا ہے۔

جب یہ کہنا، بولنا، لکھنا، شرک نہیں تو محبوبانِ خدا کی روحانیت کو کشفِ شدائد و دفع مصائب کے لئے سبب و ذریعہ سمجھنا کیونکر شرک ہو سکتا ہے؟

اَفَلَا تَدَبَّرُوْنَ ۞

اگر اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا شرک ہوتا

تو حضرت سلطان الاولیاء پیرانِ پیر دستگیر روشن ضمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہرگز ہرگز یہ حکم صادر نہ فرماتے

اِذَا سَئَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ بِیْ وَقَالَ مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ کُرْبَةٍ کُشِفَتْ عَنْهُ وَمَنْ نَادٰی بِاِسْمِیْ فِیْ شِدَّةٍ فُرِجَتْ عَنْهُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِیْ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِیْ حَاجَتِهٖ	جب خدا سے سوال کرو تو میرے وسیلے سے سوال کرو۔ اور فرمایا جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو۔ اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف

قُضِيَتْ لَهٗ وَمَنْ صَلّٰی رَکْعَتَيْنِ يَقْرَءُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ سُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ اِحْدٰی عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ السَّلَامِ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَخْطُوْا اِلٰی جِهَةِ الْعِرَاقِ اِحْدٰی عَشَرَ خُطْوَةً يَذْكُرُ فِيْهَا اِسْمِيْ وَ يَذْكُرُ حَاجَتَهٗ فَاِنَّهَا تُقْضٰی ۞

مجھ سے توسل کرے وہ حاجت برآئے اور جو دو رکعت نماز ادا کرے۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے پھر سلام پھیر کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے، پھر عراق (یعنی بغداد شریف) کی طرف گیارہ قدم چلے، اور ان میں میرا نام لیتا جائے۔ اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی وہ حاجت روا ہو۔

و۔ اب ذرا غور سے پڑھیے۔ کن کن ائمہ احادیث اور بزرگانِ دین نے نمازِ مذکور کا ذکر اپنی اپنی تصانیف میں فرمایا ہے:۔

(۱) ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے نزہتہ الخاطر الفاتر میں۔

(۲) شیخ مجدالدین شیرازی فیروزآبادی صاحب قاموس نے روض الناظرین میں۔

(۳) شیخ محمد سعید نجانی رحمۃ اللہ علیہ نے نزہتہ الخواطر میں۔

(۴) شیخ شہاب الدین قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے روض الزاھر میں۔

(۵) امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روضۃ المفاخر میں۔

(۶) شیخ ابوبکر بن نصر رحمۃ اللہ علیہ نے انوار الناظر میں۔

(۷) سیّد عبدالقادر السید ردسی رحمۃ اللہ علیہ نے در الفاخر میں۔

(۸) شیخ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے قلائد الجواہر میں۔

(۹) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے زبدۃ اسرار اور زبدۃ الآثار مختصر بہجۃ الاسرار میں۔

(۱۰) شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ (جن کا مزار قلعہ گوجر سنگھ کے قریب واقع ہے) نے تحفۃ القادریہ میں۔

نوٹ :- ملاّ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ قول حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کرنے کے بعد یہ لکھا ہے وَقَدْ جُرِّبَ ذَالِكَ مِرَاراً فَصَحَّ - یعنی یہ وظیفہ زمودۂ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارہا آزمایا - اور تجربہ کیا - پس صحیح اور درست پایا۔"[1]

حوالہ اوّل الذکر (پیش کردہ منکرین) وحوالہ موخر الذکر (پیش کردہ ما) ان ہر دو حوالہ جات میں کسی محقق یا محدّث، کسی ولی یا بزرگ نے کسی قسم کا تعرض نہیں پایا۔ اور نہ ہی حضور کے یہ ہر دو کلام متضاد ہیں۔ ورنہ مؤخر الذکر پر اولیاء کرام اور ائمہ احادیث کا ہرگز اتفاق نہ ہوتا۔ مخالفین بمصداق اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ اپنے مطلب کی بات مان لیتے ہیں۔ اور محض ضد اور تعصب کی بنا پر اصلیت کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ اب انصاف تو یہی ہے کہ مندرجہ بالا محدثین اور مصنفین رحمہم اللہ تعالیٰ پر شرک و بدعت کا فتویٰ چسپاں کر کے کھلم کھلا اپنی نجدیت اور وہابیت کا اقرار و اعلان کریں اور حنفیت و قادریت کی آڑ میں عوام کو گمراہ نہ کریں

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے
دام تزویر مکن چوں دگراں قرآں را !

[1] صفحہ ۳۸ [2] صفحہ ۴۲

اقوال دیگر فرمودہ حضرت الامام غوث اعظم رضی اللہ عنہ

تتمہ فتوح الغیب برحاشیہ بہجۃ الاسرار ص ۲۲۸ مطبوعہ مصر۔

اَنَا لِمُرِیْدِیْ حَافِظُ مَا یَخَافُہٗ، وَاَحْرُسُہٗ مِنْ کُلِّ شَرٍّ وَّفِتْنَۃٍ

"یعنی میں اپنے مرید کی محافظت کرنیوالا ہوں، ہر اس چیز سے جو اس کو خوف میں ڈالے اور میں اس کی نگہبانی کرتا ہوں۔ ہر قسم کے شر اور فتنہ سے"

تَوَسَّلْ بِنَا فِیْ کُلِّ ھَوْلٍ وَّشِدَّۃٍ اَغِیْثُکَ فِی الْاَشْیَاءِ طُوًّا بِھِمَّتِیْ

"یعنی مجھ سے توسل کرو۔ ہر ھول اور سختی میں، میں اپنی ہمت سے جملہ امور میں تمہاری فریادرسی کروں گا"

مُرِیْدِیْ اِذَا مَا کَانَ شَرْقًا وَّمَغْرِبًا اَغِثْہٗ اِذَا مَا سَارَ فِیْ اَیِّ بَلْدَۃٍ

"یعنی میں اپنے مرید کی فریادرسی کرتا ہوں۔ خواہ وہ کسی شہر میں ہو۔ مشرق میں یا مغرب میں"

تتمہ فتوح الغیب برحاشیہ بہجۃ الاسرار ص ۲۳۱ مطبوعہ مصر۔

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

"یعنی میرے مرید کسی دشمن سے نہ ڈر۔ کہ بیشک میں مستقل عزم والا، سخت گیر اور لڑائی کے وقت قتل کرنے والا ہوں"

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ عَطَانِیْ رِفْعَۃً نِّلْتُ الْمَنَالِیْ

یعنی میرے مرید خوف نہ کر۔ اللہ میرا رب ہے۔ مجھے وہ رفعت ملی

ہے جس سے میں مقصود کو پہنچ گیا ہوں ؎

تتمہ فتوح الغیب صفحہ ۱۲۵ برحاشیہ بہجۃ الاسرار مطبوعہ مصر۔

مریدی تمسک بی وکن بی واثقا فاحمیک فی الدنیا و یوم القیامۃ

یعنی اے میرے مرید! میرا دامن مضبوطی سے پکڑ، اور مجھ پر بھروسہ رکھ۔
میں تیری دنیا میں نیز قیامت کے دن حمایت کروں گا۔

ہمیں افسوس سے اظہار کرنا پڑتا ہے کہ منکرین اولیاء اللہ فتوح الغیب اور بہجۃ الاسرار کا مکمل مطالعہ کئے بغیر کوئی ایک آدھ حوالہ پیش کر کے عوام کو اپنے دام تزویر میں پھنسانا چاہتے ہیں۔ اور حقیقت میں استمداد از اولیاء کرام کے منکر ہیں۔ اگر یہ لوگ شروع سے اخیر تک ان کتابوں کا بغور مطالعہ کرتے تو انشاء اللہ تعالےٰ ضرور حق واضح ہو جاتا۔ اور اُن کو ماننا پڑتا۔ کہ وظیفہ ؛۔

"امداد کُن، امداد کُن..... از بندِ غم آزاد کُن،
در دین و دنیا شاد کُن"
(یا شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

عین فرمانِ غوثیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مطابق ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا امثلہ سے ظاہر ہو چکا۔ آگے چلیئے ؛۔

فتوح الغیب مقالہ چھیالیسواں مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۹ برحاشیہ بہجۃ الاسرار

وھو قولہ جل وعلا فی بعض کتبہ یا ابن آدم انا اللہ الذی لا الٰہ الا انا

یعنی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی بعض کتب میں فرمایا ہے کہ اے ابن آدم میں خدا ہوں

اَقُوْلُ لِلشَّیْئِ کُنْ	میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں کسی شے سے
فَیَکُوْنُ اَطِعْنِیْ	کہتا ہوں ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔
اَجْعَلْکَ تَقُوْلُ لِلشَّیْئِ	اور تو میری اطاعت کر۔ میں تجھے ایسا
کُنْ فَیَکُوْنُ ہ	کر دوں گا۔ کہ تو کسی شے سے کہے گا

"ہو جا" تو وہ ہو جائے گی"۔

کوئی بے ادب شخص یہ خیال نہ کرے۔ کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان (نعوذ باللہ) خلافِ شرع ہے۔ حضور نے اُس صحیح حدیثِ قدسی کی ترجمانی فرمائی ہے۔ جو ہم نے رسالہ ہذا کے صفحہ ۱۲۱ پر درج کی ہے۔ اور جس کا مضمون حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے یوں ادا کیا ہے۔

اللہ اللہ گفتہ اللہ مے شود ‎ ‎ ‎ ‎ این سخن حق است باللہ می شود
گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ‎ ‎ ‎ ‎ گرچہ از حلقومِ عبد اللہ بود

مندرجہ ذیل صحیح حدیث کے متعلق

گوروؤں اور ان کے بدعقیدہ چیلوں میں اختلافِ رائے

حدیث شریف بروایت طبرانی حصن حصین میں ہے:۔

وَاِنْ اَرَادَ عَوْنًا فَلْیَقُلْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ

"اگر کوئی کسی کام یا مصیبت میں مثلاً جنگل میں راستہ بھول جائے یا کسی اور مشکل

يَا عِبَادَ اللهِ اَعِيْنُوْنِىْ
يَا عِبَادَ اللهِ اَعِيْنُوْنِىْ

میں گرفتار ہو جائے) بندگانِ خدا یعنی اولیاء اللہ سے مدد لینا چاہے تو تین بار یوں کہے "اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو"

مسلمانو! غور کرو کہ جملہ بدعقیدہ لوگ اس عالمِ اسباب میں ایک دوسرے کی مدد کے بغیر کوئی کام سر انجام نہیں دے سکتے۔ ہاں جب استمداد از اولیاء اللہ و رجال الغیب کا ذکر آجائے تو فوراً شرک و کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مذکورہ بالا حدیث شریف کا فوراً انکار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ طبرانی میں یہ حدیث شریف مذکور ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بارہا اس حدیثِ پاک پر عمل کیا گیا اور صحیح پایا۔

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ علامہ اجل محدّث ذہبی رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ الآثار میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ شیخ محمد بن محمد جزری از اعاظم علماء قرأت و حدیث و صاحبِ حصن حصین است۔

علامہ محمد جزری شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب حصن حصین کے دیباچہ میں لکھا ہے اَخْرَجْتُهٗ مِنَ الْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ میں نے اس کتاب کو صحیح حدیثوں سے نکالا ہے۔ لَمْ يَدَعْ حَدِيْثًا صَحِيْحًا فِىْ بَابِهٖ کوئی صحیح حدیث نہیں چھوڑی۔

حدیث شریف کا انکار کر دینا تو ایک معمولی سی بات ہے۔ اس زمانہ میں اگر کوئی شخص مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کا

انکار کر دے تو ہم اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے ۔
جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے ۔ اور بات وہی نہایت قابل تسلیم ہوتی ہے جس کو حریف بھی مانے ۔ اسی حدیث شریف کے متعلق غیر مقلدوں کے سرگروہ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی جنہوں نے سینکڑوں کتابیں لکھی ہیں ۔ اتحاف النبلاء کے صفحہ ۷۳ پر لکھا ہے :۔

"مرا نیز یکبار مثل ایں واقعہ روداد در سنہ ۱۲۷۵ھ از بلدہ مرزا پور براہ جبلپور ببلدہ بھوپال مے آمدم بر سیلے از آب رسیدم موسم بارش بود ۔ جوئے طغیان داشت بگمان آنکہ آب کمتر است اسپ با عجلہ دراں انداختم ۔ انداختن ہمیں بود و طغیان آب بسیل دیگر ہمیں قریب شد کہ ہمہ غرق شویم گردوں کہ بماں بارکشند از عجلہ خود را در آب انداختم" ۔ آب مرکب را برد ۔ سہ بار بآواز بلند گفتم یا عباد اللہ اعینونی ۔ گفتن ہمیں بود و ایستادن مرکب بر سنگے مرتفع از آب ہمیں بود دراں وقت جز من و کرایہ دار اسپ دیگرے موجود نہ بود حق تعالےٰ محض بفضل تمام خود نجات ازاں در یلہ بخشید وللہ الحمد ۔"

معنی

مجھے بھی اس قسم کا واقعہ پیش آیا تو مذکورہ حدیث شریف پر عمل کرتے اور اولیاء اللہ سے مدد

مانگنے کا) ۱۲۷۵ھ میں مرزا پور سے براستہ جبلپور دھول بال کو آرہا تھا۔ موسم برسات کا تھا۔ راستے میں ایک ندی پر پہنچے جو بڑی طغیانی پر تھی۔ میں نے اس خیال سے کہ پانی تھوڑا ہوگا۔ اپنا گھوڑا فوراً اس میں ڈال دیا۔ گھوڑا ڈالنا ہی تھا کہ پانی اور چڑھ آیا۔ قریب تھا کہ ہم ڈوب جاتے میں فوراً گھوڑے پر سے پانی میں کود پڑا۔ گھوڑا تو پانی بہا کر لے گیا۔ اس وقت تین بار بآواز بلند میں نے کہا۔ اعینونی یا عباد اللہ" اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو" میرا یہ کہنا تھا کہ گھوڑا ایک پتھر پر ٹھہر گیا۔ جو اس پانی سے بلند ہوا۔ اور اس وقت سوائے میرے اور کرایہ دار کے کوئی دوسرا آدمی موجود نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اس گرداب سے ہمیں نجات بخشی"

سبحان اللہ! اللہ کے بندے کیسے رحمدل ہیں۔ اگر کوئی مخالف بھی مصیبت میں یاد کرے تو اس کی امداد کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اور ایسے آڑے وقتوں میں غائبانہ امداد فرماتے ہیں جبکہ یار دوست۔ قریبی رشتہ دار وغیرہ سب ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔

ے مظہرِ اوصافِ حق ہیں اولیاء
ان کی ہے امداد، امدادِ خدا

مثل مشہور ہے کہ ڈوبنے والا (اللہ اور اولیاء اللہ کا سہارا تو درکنار) ایک تنکے کا سہارا تکتا ہے۔ یہی کیفیت منکرین اولیاء اللہ اور ان کے سردار نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کی ہے۔ جب ڈوبنے لگے یا کسی مصیبت میں گرفتار ہوئے تو اولیاء اللہ کا دروازہ کھٹکھٹانے لگے اور جس وقت نجات حاصل ہوئی تو فوراً ہی کہہ دیا: "اولیاء اللہ سے مدد مانگنا کون سے قرآن میں لکھا ہے"۔

آیۂ کریمہ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

اور

منکرین استمداد کی غلط فہمی کذب بیانی،

اس میں شک نہیں کہ منکرین اولیاء اللہ اور ان کے جاہل یا متعصب پیروکار پیرانِ عظام و اکابرِ دین کی مخالفت پر اُدھار کھائے بیٹھے ہیں جہاں کسی نے "یا علی (کرم اللہ وجہہٗ) یا حسینؓ (رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ) "یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی" (قدس سرہٗ النورانی) کا نعرہ لگایا۔ ان کے

چہروں پر رنج والم کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں۔ اور چیں بجبیں ہو کر فوراً استمداد امداد لیا ر اللہ وغیرہ کی تردید میں سورۂ فاتحہ کی آیہ کریمہ
اِیَّاكَ نَسْتَعِینُ، "الٰہی ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں"
پیش کر کے طبقہ جہلاء کو اپنے دام میں پھنسانے کے لئے سعیٔ عظیم کرتے ہیں۔ چونکہ ان لوگوں کا مبلغ علم ہی "ایاک نستعین" تک ہے اور عوام بے چارے بے خبر ہوتے ہیں۔ اس لئے بعض اوقات ان کا داؤ چل بھی جاتا ہے۔ لیکن جب کسی صاحب علم سے واسطہ پڑ جائے تو منہ دبا کر بھاگ نکلتے ہیں۔ یا بیہودہ شور وغل مچا کر اپنی جان بچا لیتے ہیں۔

ہم عوام کی آگاہی کے لئے تاکہ تلبیسِ ابلیس سے بچ سکیں واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ آیۂ کریمہ استمداد کے منافی نہیں۔ آیت شریفہ کا پہلا جملہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ ہے۔ یعنی الٰہی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور دوسرا جزو اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ یعنی مراتب عبادت میں وصول تیری ہی توفیق و مدد سے میسر ہے۔ اور ہم تیری عبادت کرنے میں تیری اعانت و دستگیری کے محتاج وطالب ہیں۔ یہ بھی تیرا کرم ہے کہ ہم تیری مدد سے غیر کی پرستش سے محفوظ رہیں۔" اب اس بندے کی عبادت کس اخلاص و راست بازی کے ساتھ ادا ہوتی ہے۔ اور بارگاہِ الٰہی میں حاضری کا کیا بہترین ادب تعلیم فرمایا ہے۔ اگر بقول وہابیہ اس آیت کی رو سے کسی غیر اللہ سے مدد طلب کرنا مطلقاً حرام اور شرک ہے تو زید ہو یا بکر۔ ولی ہو یا غیر ولی۔ طبیب ہو یا وکیل۔ پولیس ہو یا قریہ کا نمبردار

ذی روح ہو یا غیر ذی روح، کسی سے بھی مدد طلب کرنا ناجائز اور شرک ہو جائے گا۔ اور اس صورت میں سب کے سب مسلمان بلکہ خود مفتیانِ دیوبند و نجد اور ان کے متبعین بھی شرک کے مرض میں مبتلا نظر آئیں گے۔ کیونکہ اس عالمِ اسباب میں باہمی تعاون کے بغیر دنیوی کاروبار ہرگز نہیں چل سکتے۔ زید بکر کی امداد کا محتاج ہے تو بکر عمرو کی معاونت کا۔ مگر افسوس ہے کہ یہ لوگ اولیاء اللہ سے استمداد کرنے والے پر تو فوراً شرک و کفر کا فتوےٰ لگا دیتے ہیں۔ اور خود ہزاروں دفعہ کفار اور دنیا کے کتوں (اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّطَالِبُھَا کِلَابٌ) سے مدد طلب کرنے کے باوجود اپنی پاکبازی اور توحید پرستی کا چرچا اور اعلان بذریعہ اشتہارات و رسائل کرتے رہتے ہیں۔

آیۂ کریمہ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے معنی جو وہابی دماغ نے اخذ کئے ہیں بالکل غلط ہیں۔ کیونکہ اوّل تو ان معنوں کے لحاظ سے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اور دیگر آیاتِ قرآنیہ (جو استعانت از غیر اللہ کے جواز میں ہیں) ہر دو میں تعارض پایا جائے گا۔ دوسرے اولیاء اللہ اور غیر اللہ سے مدد طلب کرنا اگر شرک ٹھہرے تو مندرجہ ذیل آیات کی رُو سے قرآن مجید خود معوذ باللہ مجوّزِ شرک ٹھہرے گا۔ اور یہ لوگ مدعیانِ توحید قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہوئے بموجب اپنے قول شرک سے کس طرح بچ سکیں گے؟ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے:-

(۱) وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی (سورہ مائدہ رکوع) "نیک کاموں اور پرہیزگاری حاصل کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔"

(۲) فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهٖ

(سورہ قصص رکوع ۲)

"یعنی اس شخص نے جو موسے علیہ السّلام کی جماعت سے تھا۔ موسےٰ علیہ السّلام سے اُس شخص پر مدد طلب کی۔ جو موسیٰ علیہ السّلام کے دشمنوں سے تھا"

(۳) يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ

(سیپارہ ۲)

"اے ایمان والو! مدد طلب کرو صبر اور نماز کے ساتھ"

(۴) يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ

(سورہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

"اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا"

(۵) وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ

(سورۃ انفال)

"یعنی گروہ مسلمان جو ہجرت کرکے نہیں آئے ہیں۔ اگر وہ تم سے معاملہ دین میں مدد طلب کریں تو تم پر ان کی امداد لازم ہے"

(۶) وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ

(سورہ انفال)

"یعنی وہ انصار جنہوں نے مہاجرین کو جگہ دی اور ان کی مدد کی۔ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ولی ہیں"

(۷) وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا

(سورہ انفال)

"یعنی وہ لوگ جنہوں نے مسلمانوں کو جگہ دی۔ اور ان کی امداد کی۔ سچے مومن ہیں"

مذکورہ بالا آیات تلاوت کرنے کے بعد کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی سے استمداد کرنا شرک وکفر ہے؟ ہرگز نہیں۔

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز میں ایاک نستعین پر بحث و تمحیص کرنے کے بعد ارقام فرماتے ہیں۔

"دریں جا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہیکہ اعتماد برآں غیر باشد و اورا مظہر عونِ الٰہی نداند حرام است و اگر التفات محض بجانب حق است و اورا یکے از مظاہرِ عونِ الٰہی دانستہ و نظر بکارخانۂ اسباب و حکمت او تعالٰے دراں نمودہ بغیر استعانتِ ظاہرنماید بعید از عرفان نخواہد بود۔ و در شرع نیز جائز و روا است و انبیاء و اولیاء ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند و در حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست۔ بلکہ بحضرت حق است لاغیر۔"

"غیر سے اس قسم کی مدد چاہنا کہ اسی پر بھروسہ ہو۔ اور اس کو خداوند تعالٰی کی مدد کا مظہر نہ جانا جائے۔ حرام ہے۔ اور اگر توجہ حق تعالٰے کی طرف ہے۔ اور اس غیر کو مدد الٰہی کا مظہر جان کر اللہ تعالٰے کے کارخانہ و اسباب حکمت پر نظر کر کے غیر کے ساتھ استعانت ظاہری کرے تو عرفان سے دور نہ ہوگا۔ اور شرع میں جائز و روا ہے۔ اور انبیاء اور اولیاء نے غیر سے اس طرح کی مدد طلب کی ہے اور در حقیقت یہ استعانت غیر سے نہیں بلکہ حضرت حق سبحانہٗ ہی سے استعانت ہے۔"

نوٹ:۔ اکثر گلابی وہابی صاحبان حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ کے معتقد ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ کم از کم شاہ صاحب کی عزت افزائی کرتے ہوئے ان کے کلام سے روگردانی نہ کریں۔

کیا بعد از وصال اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے استمداد کر سکتے ہیں؟

بعض کم علم اور آزاد خیال اصحاب کا اعتراض

بحمد اللہ ہم مسئلہ استعانت پر کافی روشنی ڈال چکے ہیں۔ اور بین دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم سے استعانت و استمداد کرنا از روئے قرآن مجید۔ حدیث شریف اقوالِ بزرگانِ عظام بالکل جائز ہے تاہم اس زمانہ میں بعض آزاد خیال انگریزی خواندہ نوجوانوں کا خیال ہے کہ اکابرین سے ان کے عینِ حیات میں استمداد کرنا تو جائز ہے لیکن بعد از وصال ناجائز اور ناممکن۔ چونکہ یہ لوگ غالباً خیال کرتے ہیں کہ جس طرح انتقال کے بعد جسمانی یا ظاہری تعلقات کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح روحانی اور باطنی تعلقات بھی منقطع ہو جاتے ہیں۔

دراصل یہ عقیدہ دہریوں۔ وہابیوں اور نیچریوں کا ہے۔ ورنہ جمہور اہلِ اسلام روحانی زندگی کے قائل ہیں۔ روح کو موت نہیں۔ روح اور جسم میں مفارقت کا نام موت ہے۔ یعنی موت صرف ایک مکان سے دوسرے میں چلا جانا ہے۔ نہ کہ معاذ اللہ جماد ہو جانا۔ شرح الصدور میں ہے۔

قَالَ الْعُلَمَاءُ الْمَوْتُ لَيْسَ یعنی علماء کرام نے فرمایا موت کے یہ

بعدم محض ولا فناء صرف	معنی نہیں۔ کہ آدمی محض نیست ونابود
وانما هو انقطاع تعلق الروح	ہو جائے۔ بلکہ وہ تو یہی روح و بدن
بالبدن ومفارقة وحيلولة	کے تعلق چھوٹنے اور ان میں حجاب و
بينهما وتبدل حال و	جدائی ہو جانے اور ایک طرح کی حالت
انتقال من دار الی دار ط	بدلنے اور ایک مکان سے دوسرے
	مکان میں چلے جانے کا نام ہے۔"

ارواح کے اوصاف اولیاء کرام کی کرامات۔ علم و ادراک وغیرہ ویسے ہی قائم رہتے ہیں۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں :-

لا تظن ان العلم يفارقك	" یہ گمان نہ کر کہ موت سے تیرا علم تجھ
بالموت فالموت لا يهدم	سے جدا ہو جائے گا۔ کیونکہ موت
محل العلم اصلاً وليس	محل علم یعنی روح کا تو کچھ نہیں بگاڑتی۔ نہ وہ
العلم عدماً محضاً حتى	نیست و نابود ہو جانے کا نام ہے کہ تو سمجھے
تظن انك اذا عدمت	کہ جب تو نہ رہا۔ تیرا وصف یعنی
عدمت صفتك	علم و ادراک بھی نہ رہا۔"

یہی وجہ ہے کہ خاصانِ خدا جب اس دار البلاء سے باامن و عافیت سفر کر جاتے ہیں تو ان کی روحانی اور ابتیازی قوت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس دنیوی حیات میں ان سے جو کشف و کرامات اور دیگر خوارق عادات ظہور میں آتے ہیں وہ ان کی روحانی طاقت اور لطیفت جسم کا نتیجہ ہے۔ ورنہ عوام کثیف الابدان سے معجزات و کرامات کبھی بھی صادر

نہیں ہوتے۔ اگر جسمانی قوت کا یہ نتیجہ ہو تو ہر فرد اپنی طاقت کے مطابق اس پر قادر ہو۔

چونکہ جس چیز سے صدورِ کرامات ہے۔ اس کو موت نہیں۔ وہ ہر وقت زندہ ہے۔ قبور میں مُوتٰی کے اجسام دفن کئے جاتے ہیں نہ کہ ارواح اور جب ارواح کو موت نہیں تو روحانی کشف و کرامات کا سلسلہ بھی کبھی منقطع نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بعد از وصال روحانی قوتیں صاف اور تیز ہو جاتی ہیں۔ اور بقول سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ۔

"نام فقیر تنہاں دا باہو قبر جنہاں دی جیوے ہُو"

خاص و عام ان کے مزارات سے فیوضِ ظاہری و باطنی سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ مقبولانِ الٰہ کی روحانی زندگی اور مراتب کا علم تو خدا ہی کو ہے۔ عام مُوتٰی کے متعلق احادیث میں وارد ہے کہ وہ سنتے ہیں۔ دیکھتے ہیں۔ سلام علیکم کا جواب دیتے ہیں۔ اور ان کی امتیازی قوت اس قدر تیز ہو جاتی ہے کہ جانوروں کے نر و مادہ تک پہچانتے ہیں۔ اب قارئین خود ہی اندازہ لگالیں کہ اس دنیوی حیات اور روحانی زندگی میں کس قدر تفاوت ہے۔ اور مؤخر الذکر حالت میں روح کی طاقت کس حد تک بڑھ جاتی ہے۔

ہم سماعِ مُوتٰی اور مسئلہ استعانت کے متعلق چند احادیث اور اقوالِ بزرگانِ دین ذیل میں درج کرتے ہیں۔ تاکہ عوام کے شکوک کا ازالہ ہو جائے اور اولیاء کرام کے ساتھ صحیح نسبت پیدا کر کے بعد از وصال بھی ان کی روحانی قوت سے استفادہ کر سکیں۔

(۱) صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روایت ہے۔ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اذا وضعت الجنازة واحتملها الرجال علے اعناقهم فان كانت صالحة قالت قدموانی وان كانت غير صالحة قالت يا ويلها اين تذهبون بها يسمع صوتها كل شئ الا الانسان ولو سمعه صعق

"جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور لوگ اسے اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں اگر نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے بڑھاؤ۔ اور اگر بد ہوتا ہے تو کہتا ہے۔ ہائے خرابی۔ اس کو کہاں لئے جاتے ہو۔ سوائے آدمی کے ہر چیز اس کی آواز کو سنتی ہے۔ اور اگر آدمی سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔"

(۲) مشکوٰۃ شریف باب زیارت القبور۔ حدیث شریف عن عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔

قالت كنت ادخل بيتی الذی فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم وانی واضع ثوبی واقول انما هو زوجی وابی فلما دفن عمر رضی الله تعالىٰ عنه معهم فوالله ما

"جناب عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس مکان شریف میں جس میں حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا مزارِ پاک ہے۔ بلغیر نقاب پردہ داخل ہو جاتی۔ اور کہتی کہ (مجھے کیا ڈر ہے؟) وہ تو میرے شوہر ہیں۔ اور دوسرے میرے باپ لیکن جب آپ کے

دخلته الا وانا مشدودة علی ثیابی حیاء من عمر رواہ احمد ۔ سانھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدفون ہوئے تو مجھے خداوند تعالےٰ کی قسم ہے کہ میں کبھی حجرۂ مبارکہ میں بغیر مکمل ستر نہ جاتی۔ (یعنی اپنے بدن کو سرتاپا چھپا کر جاتی) بوجہ شرم و حیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے "

فرمائیے! اگر اہلِ مزارات کو کچھ نظر نہیں آتا تو اس شرم کے کیا معنی؟ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مدفن سے قبل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا اس لفظ سے کیا مطلب تھا؟ کہ حجرہ شریفہ میں میرے شوہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میرے باپ ہی تو ہیں ان کے سوائے غیر کون ہے ؟

(۳۱) حدیث شریف :-

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یمر بقبر اخیہ المومن کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ السلام صححہ عبد الحق قال رضی اللہ تعالےٰ عنہ یدل الحدیث ان المیت یعرف زائرہ ویدعوہ بالخیر

ابن عباس یعنی حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی قبر پر گزرتا اور سلام کرتا ہے ۔ اگر وہ اس کو دنیا میں پہچانتا تھا ۔ اب بھی پہچانتا ہے ۔ اور سلام کا جواب دیتا ہے ۔ امام ابو محمد عبد الحق کہ اجلہ علمائے حدیث سے ہیں ۔ اس حدیث شریف کی

لان السلام دعاء فیصح الاستعانۃ منہ ؎

تصحیح کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ میّت اپنے زائر کو پہچانتی ہے۔ اور یاد کرتی ہے اس کو ساتھ بھلائی کے کیونکہ سلام ایک دعا ہے۔ پس اس سے استعانت صحیح اور جائز ہوتی ہے"۔

(۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور سرکار دو جہاں آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،۔

واللفظ لمسلم ان المیت اذا وضع فی قبرہ انہ یسمع خفق نعالہم اذا انصرفوا ؎

"مردہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور لوگ دفن کر کے واپس آتے ہیں۔ بے شک وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے"۔

اس حدیث شریف کو بخاری۔ مسلم۔ ابو داؤد۔ ترمذی ونسائی نے اپنے صحاح میں اور امام احمد نے مسند میں نقل کیا ہے۔

(۵) صحیح مسلم شریف میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرینا مصارع اھل بدر (الحدیث الی ان قال)

یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں کفار بدر کی قتل گاہیں دکھاتے تھے کہ یہاں فلاں کافر قتل ہوگا اور یہاں فلاں۔ جہاں جہاں حضور نے

فانطلق رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم حتى اتى اليهم فقال يا فلان بن فلان ويا فلان بن فلان هل وجدتم ما وعدكم الله ورسوله حقا فانى قد وجدت ما وعدنى الله حقا قال عمر يا رسول الله كيف تكلم اجسادا لا ارواح فيها قال ما انتم باسمع لما اقول منهم غير انهم لا يستطيعون ان يردوا على شيئا

فرمایا تھا وہیں وہیں ان کی لاشیں گریں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ ایک کوئیں میں بھر دی گئیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے۔ اور ان کفار کو نام بنام اور ان کے باپ کا نام لے کر پکارا اور فرمایا کیا تم نے اس وعدہ کو سچا پا لیا جو اللہ تعالےٰ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کیا تھا۔ پس تحقیق میں نے اس وعدے کو سچا پا لیا۔ جو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کیا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) حضور ان جسموں سے کیونکر کلام کرتے ہیں جن میں روحیں نہیں۔ فرمایا میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے کچھ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے۔ مگر انہیں یہ طاقت نہیں کہ مجھے لوٹ کر جواب دے سکیں۔"

مندرجہ احادیث سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ عام مسلمانوں کے

ارواح تو در کنار، کفار کی روحیں بھی دیکھتی اور سنتی ہیں - اور بعد انتقال ان کے عقل و ہوش بدستور رہتے ہیں - مومنین کی ارواح بموجب حدیث شریف الدنیا سجنٌ للمؤمن (دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے) اس دنیا سے رحلت فرما کر ایسے ہی آزاد ہو جاتی ہیں - جیسے قید خانہ سے قیدی رہائی پاکر اسی لئے سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :- ع

"جس مرنے تھیں دنیا ڈردی عاشق مرے تے جیوے ہو"

(۶) سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیفات میں بالتحریر فرماتے ہیں .-

انّ اولیاء اللہ لایموتون بل ینتقلون من دار الی دار ط	:- بے شک اولیاء اللہ نہیں مرتے بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں تشریف لے جاتے ہیں۔

(۷) نیز حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں :-

الولیّ فی الحیوٰۃ کالبعید عن الحبیب یحضر و یغیب وبعد الموت ھو کالملازم الخاص المقیم علی باب حبیبہ لاحاجب عنہ ط	" یعنی ولی دنیا میں اس شخص کی طرح ہے جو اپنے حبیب سے بعید ہو کبھی حضور میں ہو اور کبھی غائب' اور بعد از موت وہ ولی اللہ اس ملازم خاص کی طرح ہے جو اپنے حبیب کے دروازے پر ہمیشہ کے لئے مقیم ہو اور اس سے کسی قسم کا حجاب نہ ہو "

(۸) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے :-

"اولیاء خدا نقل کردہ شدند ازیں دارِ فانی بدارِ بقاء وزندہ اند نزد پروردگارِ خود و مرزوق اند خوشحال اند و مردم را ازاں شعور نیست"

اولیاء اللہ اس دارِ فانی سے دار البقاء کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں اور اپنے پروردگار کے نزدیک زندہ ہیں۔ وہ رزق دیئے جاتے ہیں اور خوشحال ہیں۔ لیکن لوگوں کو اس سے شعور نہیں ہے"

(۹) مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے :-

لافرق لهم فی الحالین ولذا قیل اولیاء الله لایموتون ولکن ینتقلون من دار الی دار

"اولیاء اللہ کی دونوں حالتوں حیات و ممات میں اصلا فرق نہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں تشریف لے جاتے ہیں"

(۱۰) امام شیخ الاسلام شہاب رملی فرماتے ہیں :-

معجزات الانبیاء وکرامات الاولیاء لاتنقطع

"انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء کرام کی کرامتیں ان کے انتقال سے منقطع نہیں ہوتیں"

(۱۱) حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ہمعات میں تحریر فرماتے ہیں :-

"بزیارتِ قبرِ اخیار رود از آنجا

"اولیاء اللہ کی قبر کی زیارت کے واسطے

انجذاب فیض دریوزہ کند۔"

جائے اور اس جگہ سے حصولِ فیض کی بھیک مانگے۔"

(۱۲) قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تذکرۃ الموتےٰ والقبور" میں ارقام فرماتے ہیں:-

"اولیاء اللہ دوستاں معتقداں را در دنیا و آخرت مددگاری مے فرمائند و دشمناں را ہلاک مے نمایند۔"

"اولیاء اللہ دنیا و آخرت میں دوستوں اور معتقدوں کی امداد فرماتے ہیں۔ اور دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔"

(۱۳) امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

"کہ ہر کہ در حیات وے بوے تبرک و توسل جویند بعد از موتش نیز توان جست و دریں سخن موافق دلیلاست چہ بقائے روح بعد از موت بدلالت احادیث و اجماع علماء رحمہم اللہ علیہم ثابت است۔"

{رسالہ تکمیل الایمان مصنفہ حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ}

کہ جس شخص کے ساتھ اس کی زندگی میں تبرک اور وسیلہ چاہیں۔ اس کی موت کے بعد بھی اس سے توسل اور تبرک چاہنا جائز ہے اور اس میں ایک مناسب دلیل یہ ہے کہ موت کے بعد بقائے روح احادیث اور اجماع علماء سے ثابت ہے۔"

(۱۴) تفسیر مظہری میں تحت آیہ کریمہ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات، قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی تحریر فرماتے ہیں:-

وقد تواتر عن کثیر من الاکابر انہم ینصرون اولیائہم ویدمرون

"بڑے بڑے اکابر سے تواتر منقول ہے کہ اولیاء اللہ بعد وفات اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور دشمنوں

اعدائهم — کو ہلاک کرتے ہیں۔"

(۱۵) امام اجل عبدالوہاب شعرانی قدس اللہ سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ارقام فرماتے ہیں:-

جمیع الائمۃ المجتهدین یشفعون فی اتباعهم و یلاحظون فی شدائدهم فی الدنیا والبرزخ ویوم القیامۃ حتی یجاوزوا الصراط

"ائمہ مجتہدین اپنے پیروی کرنے والوں کی شفاعت کرتے ہیں۔ اور سختیوں میں ان پر نگاہ رکھتے ہیں۔ دنیا۔ عالم برزخ اور قیامت میں حتیٰ کہ وہ صراط سے پار ہو جائیں۔"

(۱۶) حدیث شریف میں وارد ہے۔ جس کو زبدۃ العارفین واقف اسرار جلی و خفی حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیفات مثلاً اسرارِ قادری و نور الہدیٰ وغیرہ میں بھی نقل فرمایا ہے:-

اخرج ابو مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اهل القبور قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحاب الظواهر یکون الحدیث علے ظاهره ای اذا اشکل علیکم امر من امر

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تمہیں امور میں حیرانی لاحق ہو تو اہل قبور سے مدد طلب کرو۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اہلِ ظاہر کے نزدیک یہ حدیث اس کے ظاہری الفاظ پر دلالت کرتی ہے یعنی جب تمہیں دنیا میں کوئی دشوار امر پیش آئے اور تم اس کی تدبیر میں عاجز او حیران

الدنیا وتحیرتم فی تدبیرہ فزوروا القبور المتبرکین واستعینوا منہم فی ذلک

ہو جاؤ تو پاک اور متبرک لوگوں کی قبور کی زیارت کرو۔ اور ان سے اس کام کے لیے مدد طلب کرو۔"

ہم نے بخوفِ طوالت صرف چند احادیث اور اقوال بزرگانِ دین درج کئے ہیں۔ کیونکہ طالبِ حق اور عاقل کے لئے محض اشارہ ہی کافی ہے۔ اور متعصب و بے ادب کے مرض کا تو کوئی علاج ہی نہیں ہے؛

وہابیوں کا فتویٰ

"مقربین خدا سے مدد مانگنے والے یا ان کو خدا کی جناب میں وسیلہ ٹھہرانے والے سب مشرک ہیں"۔

ہم اس فتوے کی تفصیل ایزد متعال مکمل تردید کر چکے ہیں۔ اور اب بھی کوئی ہٹ دھرم نجدی اپنی ضد پر اڑا رہے۔ اور شرک و بدعت کی ڈگڈگی پیٹتا جائے تو ہم اس کو تبلانا چاہتے ہیں کہ مفتیانِ نجد کے اس فتویٰ کی رو سے کتنے جلیل القدر اکابرِ دین قلعۂ وہابیت گرانے کی کفر و شرک کی مشین گن کی زد میں آجاتے ہیں۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیے :۔

استمداد کرنیوالے اصحاب کی فہرست

(۱) وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے کافر دل

علے الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علے الکفرین

پر ان کے وسیلہ سے فتح چاہتے۔ پھر جب وہ جانا پہچانا اُن کے پاس تشریف لایا۔ منکر ہو بیٹھے تو خدا کی لعنت ہے منکروں پر۔

مفسرین فرماتے ہیں جب یہود مشرکوں سے لڑتے دعا کرتے و۔

اللھم انصرنا علیھم بالنبی المبعوث فی اخر الزمان الذی نجد صفتہ فی التوراۃ

کہ الٰہی ہمیں مدد دے ان پر صدقہ اُس آخر الزماں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جس کی صفت ہم توراۃ میں پاتے ہیں۔

اس دعا کی برکت سے انہیں فتح دی جاتی۔

مقامِ حیرت ہے کہ حضرت موسےٰ علی نبینا وعلیہ السلام کی امت تو قبل از بعثت آقائے دو جہاں سرورِ انس وجاں صلی اللہ وآلہ وسلم کی ذاتِ پاک کو اللہ تعالےٰ کی جناب میں وسیلہ ٹھہرائے اور آپ ہی کے وسیلہ سے کفار پر فتحیابی حاصل کرے۔ اور اس کے برعکس لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھنے والا مدعیِ اسلام اصلی حنفیت کا دعویدار۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہو کر حضور سے استمداد کرنے والے صحیح العقیدہ مسلمان کو شرک وکفر کی مشین گن کا نشانہ بنائے۔ ع

ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

(۲) ایک نابینا اصحابی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے بینا ہو جانا۔

صحیح حدیث شریف جس میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو حصولِ بینائی کے لئے دعا سکھائی کہ بعد نماز یوں کہے :-

اللھم انی اسئلك واتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربی فی حاجتی ھذہٖ لتقضی لی ط اللھم فشفعه

" اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں۔ بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جو نبی رحمت ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو۔ الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما "

اس حدیث شریف کو قریباً آٹھ ائمہ حدیث نے روایت کیا ہے اور ابونعیم اور بیہقی کی روایت میں اتنا زیادہ آیا ہے "

فقام وقد ابصر ببرکة محمد صلی اللہ علیه وسلم

" یعنی وہ نابینا صحابی اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس کی آنکھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے روشن اور منور ہو گئیں۔

(۳) شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں ایک ختم حاجت روائی کے لئے یوں نقل کرتے ہیں۔

" اوّل دو رکعت نفل بعد ازاں ایک سو گیارہ بار درود شریف بعدہٗ ۱۱۱ بار کلمہ تمجید اور ۱۱۱ بار شیئاً للہ یا شیخ عبد القادر جیلانی (رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ)

نوٹ :- جو نئے نسخے "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" کے طبع ہوئے ہیں اس میں سے یہ تمام ری ختم شریف بدعقیدہ علماء نے حذف کر دیا ہے ہمیں افسوس ہے کہ ان لوگوں نے اپنی ذاتی اغراض کے پیش نظر محدثین کی تصانیف میں بھی تحریف و تغیر کر دیا ہے۔

(۴) حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (کتاب اخبار الاخیار)

؎ بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما
بلطفِ خود سر و سامان جمع بے سر و پا کن

"یعنی جس طرح سے ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کرم فرمائیے۔ اور اپنی مہربانی سے مجھ بے سر و پا کا فکر کیجئے"۔

(۵) حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ

؎ یا رسول اللہ تو دانی امتانت عاجز اند
عاجزاں را رہنما و جملہ را ما وا توئی!

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ جانتے ہیں۔ آپ کی اُمت عاجز ہے عاجزوں کے راہنما اور سب کے جائے پناہ آپ ہی ہیں"۔

(۶) شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ :-

؎ گر نبودے یا رسول اللہ ذاتِ پاک تو
ہیچ پیغمبر نبردے دولتِ پیغمبری!

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اگر آپ کا وجود پاک نہ ہوتا تو کسی پیغمبر کو دولتِ پیغمبری نصیب نہ ہوتی۔ یعنی حضور صلی اللہ

علیہ وسلّم کے وسیلہ سے دیگر انبیا کو پیغمبری ملی ہے"۔
نیز حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں فرماتے ہیں۔

داری خبرے اے مہِ جیلی۔ کہ تعالی ؎
دریادِ تو القادر القادر ہمہ شب کرد

"یعنی جیلاں کے چاند! معالی حضور کی یاد میں تمام رات القادر القادر کرتا رہا ہے۔ توجہ فرمایئے"۔

(۷) مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ :- ؎

زمہجوری برآمد جانِ عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم

"آپ کی جدائی سے جہان والوں کی جان نکل رہی ہے۔ رحم فرمایئے۔ اے اللہ کے نبی رحم فرمایئے"۔ ؎

تو ابرِ رحمتی آں بہ کہ گاہے کنی بر حالِ لب خشکاں نگاہے

"آپ رحمت کے بادل ہیں۔ اس لئے یہ عرض ہے کہ آپ کبھی تو ہم پیاسوں کے حال پر نظرِ عنایت فرمائیں"۔

(۸) شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ :- ؎

خدایا بحق بنی فاطمہ! کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ

"یعنی الٰہی بحق اولادِ حضور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا میرا خاتمہ بالایمان کیجئے"۔ ؎

اگر دعوتم رد کنی ور قبول من ودستِ امانِ آلِ رسول

"یعنی خواہ میری دعا قبول فرمایئے خواہ نہ۔ میں تو ہر حالت میں آلِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن لازم پکڑونگا"

چہ کم گردد اے صدر فرخندہ پے
ز قدر رفیعت بدرگاہ حے

"کیا کم ہو گا اے مسند نشیں مبارک طریقے والے ۔ اللہ تعالےٰ کی درگاہ میں تیری بلند قدر سے"

کہ باشند مشتے گدایانِ خیل !
بمہمان دارالسلامت طفیل

"کہ قوم کے گداگروں کا ایک گروہ آپ کی طفیل بہشت کے مہمان خانہ میں ہو"

نیز فرماتے ہیں :-

شنیدم کہ در روز اُمید و بیم
بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

"میں نے سنا ہے کہ امید و خوف کے دن یعنی بروز جزا گنہگاروں کو اللہ تعالےٰ نیکوں کی طفیل بخشے گا"

امید است زانانکہ طاعت کنند
کہ بے طاعتاں را شفاعت کنند

"خدا کے مطیع اور فرمانبردار بندوں سے امید ہے ۔ کہ وہ گنہگاروں کی شفاعت کریں گے" (بوستاں)

وہابی صاحبو! اس میں شک نہیں کہ آپ کے عقیدہ کی رو سے مندرجہ بالا اشعار شرک سے لبریز ہیں ۔ مگر ہم پرزور اپیل کرتے ہیں (اگر اپیل کرنا شرک نہ ہو) کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ جیسے نامور بزرگ کی اصلاحی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے اُن کے لئے حروف ش ۔ ر ۔ ک اور ب ۔ د ۔ ع ۔ ت سے کوئی معجون مرکب تیار نہ کرنا ۔ ورنہ غیر اقوام تم پر مضحکہ اڑائیں گی کیونکہ دوسری قوموں کے قلوب میں ان کی وقعت ضرور ہے ۔ آپ سے مُردہ دلوں میں نہ سہی ۔

(۹) حضرت بہاؤالدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی شان میں۔

اغث یا غوث صمدانی منم سائل تو سلطانی
تو محرومم نہ گردانی محی الدین جیلانی

"یعنی یا غوث صمدانی میری فریاد رسی کیجئے۔ میں سائل ہوں اور آپ بادشاہ۔ مجھے اپنے در سے محروم نہ پھرائیے آپ دین کے زندہ کرنے والے ہیں۔"

سگ در بار خود دانی بہاؤالدین ملتانی
بود لائق بدربانی محی الدین جیلانی

"یعنی بہاؤالدین ملتانی کو اپنے دروازے کا سگ خیال فرمایئے۔ کاش یہ آپ کی دربانی کے لائق ہو جائے۔ آپ دین کے زندہ کرنے والے ہیں۔"

کیا کوئی شخص ایسے بزرگ ولی کی طرف شرک و بدعت کی نسبت کر سکتا ہے؟

(۱۰) حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

مستغرق گناہیم ہر چند عذر خواہیم
پژمردہ چوں گیاہیم باران ما محمد صلی اللہ علیہ وسلم

"یعنی ہم گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور عذر خواہی کر رہے ہیں۔ ہم کملائے ہوئے گھاس کی طرح پژمردہ ہیں ہمارے لئے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم باران رحمت ہیں۔"

از درد زخم عصیاں مارا چہ غم چو سازد
از مرہم شفاعت درمان ما محمد صلی اللہ علیہ وسلم

"یعنی ہمیں اپنی معصیت کا کیا غم ہے۔ جب کہ ہمارے آقائے

نامدار ہماری شفاعت پر کمر بستہ ہیں"۔

نیز نہایت عجز و انکساری سے فرماتے ہیں ؎

یا رسول اللہ بحالِ عاصیاں کن یک نظر
تا شود زاں یک نظر کارِ فقیراں ساختہ

"یعنی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) گنہگاروں کے حال پر ایک نظرِ کرم فرمائیے۔ تاکہ اس نگاہِ کرم سے فقیروں کا کام بن جائے"۔

؎

رحمۃ اللعالمینی بر معینے رحم کن! کز جہالت خویش را محکوم شیطاں ساختہ

"یعنی آپ کی ذاتِ پاک رحمۃ اللعالمین ہے۔ معین الدین پر رحم فرمائیے۔ کیونکہ جہالت کے باعث شیطان لعین نے اس پر غلبہ پا لیا ہے"۔

(۱۱) علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ ردالمختار شرح درمختار میں گم شدہ چیز ملنے کے لئے فرماتے ہیں، کہ

"بلندی پر جا کر حضرت سید احمد بن علوان یمنی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے فاتحہ پڑھے۔ پھر یوں ندا کرے۔ یا سیدی احمد یا ابن علوان تو وہ گم شدہ چیز انشاء اللہ ضرور بالضرور مل جائے گی"۔

(۱۲) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ نعمانیہ میں فرماتے ہیں۔ ؎

یامالکی کن شافعی فی فاقتی انی فقیر فی الوریٰ لغناک

"اے میرے مالک! میرے شفیع ہو جیے میرے فقر کی حالت

میں ۔ میں خلق میں سب سے زیادہ آپ کی غنا کا محتاج ہوں ۔"

یا اکرم الثقلین یا کنز الورٰی — جد لی بجودك وارضنی برضاك

اے بزرگ ترین جنوں اور انسانوں کے اور اے خزانہ مخلوقات
بخشئے مجھے اپنی بخشش سے اور راضی کیجئے اپنی رضامندی سے ۔"

انا طامع بالجود منك ولم یكن — لابی حنیفة فی الانام سواك

میں آپ کی بخشش کا حریص ہوں اور ابوحنیفہ کا بجز آپ کے
کوئی یار و مددگار نہیں ۔"

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے تو کمال کر دیا ۔ اوّل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اپنا شفیع مانا، پھر حضور کے در کے گدا بنے ۔ بعدہٗ سرورِ انس و جاں صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ پاک کو خزانہ بے بہا تسلیم کر کے حضور کی سخاوت بخشش اور عطیات کے لئے دامنِ امید پھیلایا ۔ اور آپ کی رضا کے طالب ہوئے ۔ بالآخر علی الاعلان کہہ دیا کہ ابوحنیفہ کا کوئی یار نہیں اور وہ حضور کی بخشش کا حریص ہے ۔ امیدوار بھی نہیں بلکہ حریص فرمایا!

معترضین ۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذاتِ پاک کو بفضلہ تعالےٰ جملہ خزائن کا مالک مان لیا ۔ اور اللہ کا نام تک نہ لیا ۔ مگر خدا کے لئے امام ہمام کے نام پاک (ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی لاج رکھنا ۔ آخر حنفی کہلاتے ہو ۔ اصلی نہ سہی نقلی ہی سہی ۔

نوٹ :۔ ہمارے پاس اس قسم کی لاتعداد امثلہ موجود ہیں ۔ مگر طوالت کے خوف سے انہیں پر اکتفا کیا جاتا ہے ۔ اس کتاب کے صفحہ ۹۶ پر ہم نے دیوبندیوں کے مایۂ ناز پیشوا کا وہ کلام درج کیا ہے جس میں انہوں نے خود استمداد

ازغیر اللہ کا بین ثبوت پیش کیا ہے۔
قارئین رسالہ ہذا کی خدمت میں التماس ہے کہ اوّل سے آخر تک بنظرِ انصاف مطالعہ کرکے فرمادیں کہ :-
(۱) وہ ائمہ احادیث، بزرگانِ دین اور اولیائے عظام جن کے اسمائے گرامی معہ اقوال ہم نے اوپر درج کئے ہیں۔ اگر بفتوائے معترضین استمداد کرنے سے مشرک و بدعتی ہو گئے (العیاذ باللہ تعالےٰ) تو پھر دنیا میں اہلِ اسلام کون رہے؟
(۲) نیز جو شخص مقربینِ خدا کی نسبت سوءِ ظنی کرے، یا نعوذ باللہ ان پر شرک و بدعت سی ناپاک تہمت لگائے۔ وہ از روئے شرعِ محمدی علیٰ صاحبہا التحیۃ والتسلیم کیا ہے؟ خود ہی فیصلہ کرلیں۔

چند اہم مسائل

وظیفہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ سے روکنے کا نیا اور ڈراؤنا ڈھنگ

اکثر یہ بات مشاہدہ اور تجربہ میں آئی ہے کہ کھلم کھلے وہابی تو علانیہ کہہ دیتے ہیں کہ اس درود شریف میں لفظ یا ہے۔ اور یا سے مراد حاضر و ناظر۔ لہذا اس کے پڑھنے والا مشرک ہے۔ ایسے الفاظ کے تکلم سے احتراز واجب ہے۔ مگر وہ لوگ جو ظاہراً حنفی بنے بیٹھے ہیں۔ اور باطن میں اہل نجد کے ہمراز۔ لگا ہے بگاہے دبی زبان سے عوام کو اس درود شریف کے پڑھنے

سے روکتے ہیں۔ مگر جہاں کسی نے کہہ دیا کہ لفظ یا تو تشہد میں بھی موجود ہے اور نماز کے ہر قعدہ میں مصلی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ پڑھتا ہے۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کو مخاطب کر کے عرض کرتا ہے۔ کہ حضور پر سلام۔ اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں تو فوراً دوسرا پہلو اختیار کرتے ہوئے پکار اٹھتے ہیں:۔

"لاحول ولاقوۃ الا باللہ کیا ہم اس وظیفہ کے منکر ہیں؟ اجی ہم تو خود اس درود شریف کے قائل ہیں۔ مگر وہ درود شریف جس کی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرائی ہے۔ اور جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ افضل اور باعث ازدیاد برکت وثواب ہے۔"

مسلمانو! اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ نام نہاد حنفیوں کا یہ طرز عمل اخلاص پر مبنی نہیں۔ یہ محض ان کی فریب دہی اور ایک عیارانہ چال ہے۔ دراصل یہ پوشیدہ نجدی بھی حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو حاضر وناظر جاننا شرک سمجھتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے اس درود شریف (یعنی الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ) سے منع کرتے ہیں۔ ورنہ وہ درود شریف جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کے متعلق بخاری میں ہے کہ جب آیہ کریمہ

"یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۵" "اے ایمان والو! نبی پاک پر درود اور سلام بھیجو۔"

نازل ہوئی تو صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) سلام کرنا تو ہم سیکھ چکے ہیں۔ درود شریف کس

طرح بھیجا کریں۔ آپ نے ارشاد فرمایا قولوا (یوں کہا کرو) :-

اللّٰھمّ صل علی محمّد وعلی ال محمد کما صلیت

علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید۔"

اس حدیث شریف سے صاف طور پر ظاہر ہو گیا کہ مذکورہ درود شریف بطور تعلیم ارشاد فرمایا۔ ورنہ آیہ کریمہ مذکورہ کے لحاظ سے حضور سرکارِ دوجہاں صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا واجب ہو جاتا ہے کیونکہ صلوا اور سلموا دونوں امر کے صیغے ہیں۔ اب معترضین خود ہی جواب دیں۔ کہ آیا محض یہ درود شریف (اللھم صل علی محمد و علی ال محمد) پڑھنے سے آیہ کریمہ کا مقصد ادا ہو جاتا ہے یا نہیں۔ ہرگز نہیں۔

اے مدعیانِ توحید! افتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کے مصداق نہ بنو۔ صلوا پر تو عمل کر لو اور سلموا سے انحراف کرو۔ یہ کہاں کی شریعت ہے۔ یہ بات نوٹ کر لو کہ وہ درود شریف جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اس میں سلام کا لفظ نہیں۔ لیکن نماز میں تشہد کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے آیہ کریمہ کے ہر دو احکام کی تعمیل ارشاد ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جس وقت درود شریف کا ورد کیا کرو تو تشہد کو ساتھ ملا لیا کرو (یعنی التحیات للّٰہ سے لے کر حمید مجید تک پڑھا کرو) اور اگر اتنی تکلیف گوارا نہیں کر سکتے تو کم از کم بودی دلائل پیش کر کے عوام صحیح العقیدہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی حرکاتِ مذمومہ سے باز آ جاؤ۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی جناب میں کیا منہ دکھلاؤ گے۔ آخر ایک دن پیش ہونا ہے۔ بھلا یہ تو

بتاؤ۔ کہ اس درود شریف (اَلصَّلٰوۃ والسلام علیک یارسُول اللہ و علیٰ آلک یا حبیب اللہ) کے پڑھنے میں کونسی قباحت ہے؟ کہ پڑھنے والے پر فوراً سے پیشتر کفر و شرک کا فتویٰ لگا دیتے ہو۔ حالانکہ سوادِ اعظم یعنی جمیع اہلسنت وجماعت جن کے متعلق فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ

لاتجتمع امتی علی الضلالۃ "یعنی میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی"۔

ہر دو مذکورہ بالا درود شریف کے قائل ہیں۔ اوّل الذکر نماز میں پڑھتے ہیں۔ ثانی الذکر محافل میلاد میں مل کر۔ کیونکہ جنابِ انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ، سے روایت ہے کہ فرمایا رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

زینوا مجالسکم بالصلوٰۃ علیّ فان صلوتکم علیّ نور لکم یوم القیامۃ "یعنی مجھ پر درود بھیجنے کے ساتھ اپنی مجالس کو زینت دو۔ کیونکہ مجھ پر تمہارا درود شریف تمہارے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔"

نیز دلائل الخیرات کی حدیث شریف میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم خود ارشاد فرماتے ہیں:۔

انا اسمع صلوٰۃ اھل محبتی واعرفھم وتعرض علیّ صلوٰۃ غیرھم عرضًا ۔ "لیعنی میں اپنے محبوں کا درُود شریف خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں۔ اور اغیار کا درود شریف مجھ پر پیش کیا جاتا ہے"

جب رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خود محبّ کا درود شریف سنتے ہیں۔ تو محب اگر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر جان کر یا مخاطب کرکے درُود شریف پڑھتا ہے تو پھر کس طرح بدعت و شرک ہو سکتا ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ)

وہابی کفر و شرک والا معاملہ ہم منکرین پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اس خود ساختہ شرک سے تو ان کا بچنا بھی محال ہے۔ اگر صرف نماز والا درود شریف ہی پڑھیں اور تشہد کو ساتھ نہ ملائیں تو سلموا کے امر پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار ٹھہریں۔ کیونکہ اس درود شریف میں سلام کا لفظ نہیں ہے اور اگر تشہد کو ساتھ ملا دیں تو السلام علیک ایہا النبی کہہ کر ارتکاب شرک کریں۔ اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں۔ اور اگر السلام علیک ایہا النبی کی بجائے السلام علی النبی پڑھیں تو آقائے دو جہاں عالم ماکان و ما یکون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ پاک کی صریحاً خلاف ورزی ہے بہرکیف ان وہابیوں کے لئے "نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن" والا معاملہ در پیش ہے۔ کاش یہ لوگ ادب و محبت کا سبق سیکھتے اور فضلِ رب سے محروم نہ رہتے۔

نکتہ:۔ آیہ کریمہ یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما سے وہی درود شریف استنباط ہوتا ہے۔ جو اہلِ سنت وجماعت کا وظیفہ ہے یعنی الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ اس آیت شریف کو بنظرِ تعمق مطالعہ فرمایئے۔ اور پھر نتیجہ اخذ کیجئے۔ اس میں ارشاد ہوتا ہے اے مومنین نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم پر درود و سلام بھیجو۔ اب ایک مومن فرمانِ ایزدی سنتے ہی دست بستہ سرکارِ دو جہاں کی خدمت میں عرض کرتا ہے"۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ"۔ اور دوسرا شخص اس حکم کو پاتے ہی جواباً عرض کرتا ہے اے اللہ تو بھیج درود۔ یعنی مندرجہ ذیل درود شریف پڑھتا ہے:۔

اللھم صل علے محمد ❞ یعنی اے اللہ تو بھیج درود اوپر آقائے
وعلے ال محمد الخ دوجہان کے اور اس کی آل کے ❝
اور پھر سلموا کے تحت سلام کا نام تک نہیں لیتا۔ بلکہ الٹا الصلوٰۃ
والسلام علیک یارسول اللہ کہنے والے کو مشرک گردانتا ہے۔ اب
قارئین کرام خود ہی فیصلہ کریں کہ ان دونوں میں کس کا طریقہ صلوٰۃ و سلام
اولیٰ۔ افضل اور انسب ہے۔ اور کس نے صحیح معنوں میں تعمیل ارشاد باری
کی ہے۔

تقبیل ابہامین

یعنی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پاک پر انگوٹھے چومنا

ارشاد باری ہے :۔
وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ❞ یعنی حضور آقائے دوجہاں سرور کون
ومکاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توقیر و
عظمت کرو ❝
(پارہ ۲۶ سورہ فتح)
زیر حکم آیہ کریمہ ہر مسلم پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واجب ہو جاتی
ہے۔ اور جو شخص تعمیلِ ارشاد سے روگردانی کرے۔ وہ یقیناً اخوان الشیطان
کے زمرہ میں داخل ہے :۔
جیسا کہ تفسیر روح البیان میں زیر آیہ مذکورہ مرقوم ہے۔

وَمِنْ تَعْظِيمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَلُ الْمِيلَادِ.

"یعنی مجلس میلاد کا قائم کرنا سرکار سید المرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے۔"

اسی طرح سرکارِ دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر انگوٹھے چومنا اور درود شریف پڑھنا بھی حضور کی تعظیم و توقیر میں داخل ہے۔ اور سب سے پہلے جس برگزیدہ ہستی نے آپ کے نام پاک پر انگوٹھے چومے ہیں وہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی ذاتِ پاک ہے۔ چنانچہ تفسیر روح البیان میں ہے:-

ان آدم علیه السلام اشتاق الی لقاء محمد صلی الله علیه وسلم حین کان فی الجنة فاوحی الله تعالی الیه هو من صلبك و یظهر فی آخر الزمان فسأل لقاء محمد صلے الله علیه وسلم حین کان فی الجنة فجعل الله النور المحمدی فی اصبعه المسبحة من ید الیمنی فسبح ذلك النور فلذلك سميت

"جب حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تھے ان کو آقائے نامدار حبیب کردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کا شوق ہوا پس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ وہ سید الانبیاء تمہاری نسل سے آخر الزماں پیغمبر ہوں گے۔ پس حضرت آدم نے حضور کی ملاقات کے لئے درخواست کی۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس نور محمدی کو آپ کے داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی میں منتقل کر دیا۔ جہاں اس نے تسبیح کی۔ جس وجہ سے اس کا نام مسبحہ رکھا گیا۔ جب وہ جمالِ پاک انگوٹھوں کے ناخنوں کی صفائی میں آئینہ

تلك الاصبع مسبحة كمافى
روضة الفائق. اواظهر الله
تعالىٰ جمال حبيبه فى صفاء
ظفرى ابهاميه مثل المرئية
فقبل آدم ظفرى ابهاميه و
مسح على عينيه فصار اصلا
لذريته فلما اخبر جبريل النبى
صلى الله عليه وسلم قال عليه
السلام من سمع اسمى فى الاذان فقبل
ابهاميه ومسح على عينيه لم يعم ابدًا

کی مانند جلوہ افروز ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام
نے زیارت کرکے دونوں انگوٹھوں کو بوسہ
دیا اور آنکھوں سے لگایا۔ چنانچہ یہ عمل اولادِ
آدم کے حق میں اصل و سند ہو گیا جب یہ قصہ
حضرت جبریل نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی خدمت میں عرض کیا۔ تو سرکارِ انس و جان فداہ
روحی و امی ابی نے فرمایا جس نے میرا نام اذان میں سنا
اور اپنے دونوں ناخنوں کے انگوٹھوں کو چوما
اور اپنی دونوں آنکھوں پر ملا۔ وہ کبھی
اندھا نہ ہو گا۔"

حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :-

من سمع اسمى فى الاذان ووضع
ابهاميه على عينيه فانا
طالبه فى صفوف القيٰمة و
انا قائده الى الجنة

"جس نے ہمارا نام پاک اذان میں سن کر
انگوٹھے چومے اور آنکھوں سے لگائے
ہم اس کو قیامت کے دن طلب کرکے
جنت کی طرف لے جائیں گے۔"

[اس حدیث شریف کو علامہ مسعود بن محمود بن یوسف سمرقندی نے اپنی
کتاب صلوٰۃ مسعودی میں بطرق متعددہ نقل فرمایا ہے۔"]

فتاویٰ محیط برہانی میں مرقوم ہے۔ کہ ایک روز نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم
مسجد نبوی میں ایک ستون کے قریب رونق افروز تھے اور سیدنا حضرت ابابکر
صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے تھے۔ پس حضرت بلال رضی

اللہ تعالیٰ عنہ اذان کے لئے کھڑے ہوئے۔ جب آپ نے کہا اشہد ان محمداً رسول اللہ ؕ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونو انگوٹھوں کو بوسہ دیا۔ اور پھر ان کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھ کر کہا۔ قرۃ عینی بک یارسول اللہ۔ پس جب حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ اذان سے فارغ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یا ابا بکر جس نے کیا اس عمل کو جو تم نے کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے دس ہزار کبیرہ گناہ بخش دیگا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حق تعالےٰ بخش دے گا اس کے گناہ نئے ہوں یا پرانے عمداً ہوں یا سہواً۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل المسجد فی عشر المحرم فجلس عند الاسطوانۃ وجلس ابوبکر خلفہ مقام بلال یوذن فلما بلغ اشہد ان محمدا رسول اللہ قبل ابوبکر ابہامیہ ووضعہا علے عینیہ وقال قرۃ عینی بک یارسول اللہ فلما فرغ بلال من الاذان قال یا ابا بکر من فعل مثل ما فعلت غفر اللہ لہ عشر الاف ذنبا من الکبائر وفی روایۃ غفر اللہ لہ ذنوبہ جدیدۃ کانت او قدیمۃ عمداً کان او خطأً۔

کنز العباد اور شرح اوراد وغیرہ میں ہے :۔

یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشہادۃ صلی اللہ علیک یارسول اللہ وعند سماع الثانیۃ منہا قرۃ عینی بک یارسول اللہ ثم یقال اللہم	"یعنی یہ امر مستحب ہے۔ کہ جب مؤذن اشہد ان محمد رسول اللہ کہے تو سننے والا پہلی بار صلی اللہ علیک یارسول اللہ پڑھے اور دوسری مرتبہ قرۃ عینی بک یارسول اللہ کہکر دونو انگوٹھے

متعنی بالسمع والبصر بعد	اپنی دونوں آنکھوں رکھنے کے بعد یہ دعا پڑھے
وضع الابھامین علی العینین	اللھم متعنی بالسمع والبصر بے شک
فانه صلی الله علیه وسلم	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو جنت
یکون قائداً اله الی الجنة	کی طرف لے جائیں گے"۔

نوٹ:۔ عموماً بدعقیدہ لوگ اپنی چکنی چپڑی من گھڑت باتوں سے بھولے بھالے احناف کو اپنے دام تزویر میں پھنسا کر اس عمل نیک سے روکا کرتے ہیں مسلمانو! اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ ان لوگوں کے پاس اس کارِ ثواب سے روکنے کے لئے کوئی قطعی دلیل نہیں ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر سمجھتے ہیں۔ آپ کی تعظیم و تکریم کرنے والوں کو بدعتی قرار دیتے ہیں۔ اور

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی
صلی اللہ علیہ وسلم

کے پورے مصداق ہیں۔

مزاراتِ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ
اور
طریقہ فاتحہ خوانی

فرقہ اہلسنت وجماعت بحمد اللہ محبوبانِ خدا کی عظمت کا بدل و جان قائل ہے

اور قولاً و فعلاً ان کی تعظیم و تکریم بجالاتا ہے لیکن یہ بات اکثر مشاہدہ میں آچکی ہے کہ حاسدین اولیاء اللہ بارہا انکے مزارات پر بدیں غرض حاضر ہوتے رہتے ہیں کہ صحیح العقیدہ مسلمانوں کو بزرگانِ عظام کی زیارت گاہوں کو بوسہ دینے۔ ان کی چوکھٹ پر آنکھیں ملنے اور تعظیم کرنے سے روکا جائے۔ یہ گندم نما جو فروش حنفی اکثر اوقات ناصحانہ پیرایہ میں اس فعلِ حسنہ کی مذمت کرتے ہوئے عوام اہلسنت و جماعت کے دلوں میں شکوک پیدا کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ جہاں کسی فردِ مخلص نے کسی بے ادب کی موجودگی میں مزار ولی اللہ کی تعظیم کا اظہار کیا فوراً ہی اس پر بلا حیل و حجت فتوے چسپاں ہو گیا۔ کہ تعظیم کنندہ شرک کا مرتکب ہے۔

ہم اس وسوسہ شیطانی کا ازالہ کرنے کی غرض سے چند ایک حوالہ جات ذیل میں درج کرتے ہیں۔ جن میں طریقہ فاتحہ خوانی۔ آدابِ مزار اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اور ذکر کشفِ قبور وغیرہ کی تشریح و توضیح کی گئی ہے اور جو معترضین کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات ہیں۔ ناظرین کرام ان کا بغور مطالعہ کرکے خود ہی اندازہ لگالیں کہ راہِ راست پر کون ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہمخیال یا منکرین تعظیم اولیاء اللہ اور ان کے ہم وصال۔

حوالہ جات

(۱) منقول از آداب الطالبین مع رفیق الطلاب مصنفہ حضرت شیخ محمد ابن قطب الاولیاء شیخ الاتقیاء شیخ حسن محمد از نبیرگانِ حضرت مولانا خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۱ھ ماہ نومبر ۱۹۲۳ء صفحہ ۲۴ و ۲۵)

زیارتِ قبر و طریقہ فاتحہ خوانی

"چوں بزیارتِ قبر رود۔ باید کہ چوں
نزدیک شد بسیار تیز قدم ننہد نہ بسیار آہستہ میانہ باشد
واگر حرج نباشد طواف کند واگر نکند باک نیست وچوں
طواف کند در طواف تکبیر گوید وبعد فاتحہ خواندن
گوید اے حضرت شیخ مدد کنید کہ فلاں در زنبیلِ ما
باشد ونام شیخِ خود گیرد یا نام کہ شیخ حکم کردہ باشد یا
نام شیخ گیرد کہ ایں میخواہد کہ از وے فیض گیرد ودر وقت
فاتحہ خواندن پشت بجانب قبلہ کند وروے بجانبِ
ایشان کند اگر حرج نباشد۔ بعدہٗ قبر را بوسہ دہد
ورخسارہ مالد یا دست بر قبر نہادہ بوسہ دہد یا
بر سر مالد۔ ودر وقت بازگشتن سہ قدم پس رود
وبعدہٗ پشت بجانبِ ایشاں کند۔ وفاتحہ اگر بایں
طریق خواند خوب است۔ اول درود خواند پس
الحمد پس آیت الکرسی سہ بار۔ پس الہٰکم التکاثر
ہفت بار پس اخلاص یازدہ بار۔ پس درود"

"یعنی جب طالب زیارتِ قبر کو جائے اور نزدیک
پہنچے تو نہ زیادہ تیز ہی چلے اور نہ بہت آہستہ۔
میانہ روی اختیار کرے اور اگر حرج نہ ہو تو طواف کرے
اور اگر نہ کرے تب بھی کوئی مضائقہ نہیں اور جب
طواف کرے تو تکبیر کہے فاتحہ خوانی کے بعد صاحب
مزار کی خدمت میں عرض کرے "یا حضرت میری مدد کیجیے
کہ فلاں بزرگ میرے کارِ خیر میں معاون و مددگار رہیں"۔ اور اپنے
شیخ کا نام لے یا اس بزرگ کا نام لے جس کے متعلق اسکو
حکم دیا گیا ہو یا ان بزرگوں کا نام لے جن سے فیض
حاصل کرنا چاہتا ہے۔ فاتحہ پڑھنے کے وقت پشت قبلہ
کی طرف کرے اور چہرہ صاحبِ مزار کی طرف۔ اگر کسی قسم
کا حرج واقع نہ ہو۔ اسکے بعد قبر کو بوسہ دے اور رخسارہ
ملے۔ یا ہاتھ مزار پر رکھ کر بوسہ دے یا سر پر ملے اور واپسی
پر تین قدم الٹے پاؤں چلے اسکے بعد ان بزرگوں کی طرف
پیٹھ کرے اور فاتحہ اگر اس طریقہ پر پڑھے تو بہتر ہے
اوّل درود شریف۔ اسکے بعد الحمد شریف۔ بعدہٗ
تین مرتبہ آیت الکرسی اس کے بعد سورۂ الہٰکم التکاثر
سات بار۔ پھر سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ
بعدہٗ درود شریف۔"

(۲) ماخوذ از انتباہ فی سلاسل اولیاء از تصنیف لطیف زبدۃ المفسرین و قدوۃ المحدثین حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

(مطبوعہ آرمی برقی پریس دہلی ۱۳۴۲ھ صفحہ ۹۹)

ذکر برائے کشف قبور

"بدانکہ ذکر برائے کشف قبور اول چون در مقبرہ در آید۔ دوگانہ بروح آن بزرگوار ادا کند اگر سورۂ فتح یاد باشد در اول رکعت بخواند در دوم اخلاص الا نہ در ہر دو رکعت پنج پنج بار اخلاص بخواند و بعدہ قبلہ را پشت داده بنشیند و یکبار آیۃ الکرسی و بعضے سورتہا کہ در وقت زیارت مے خوانند چنانچہ سورۂ ملک و غیر ذالک۔ بعدہ قل گوید پس از فاتحہ یازدہ بار سورۂ اخلاص بخواند ختم کند و تکبیر گوید۔ و بعدہ ہفت کرت طواف کند۔ و در آن تکبیر بخواند و آغاز از راست بکند۔ بعدہ طرف پایاں رخسارہ نہد و بیاید نزدیک روئے میت بنشیند و بگوید یارب لست و یکبار۔ و بعدہ اول طرف آسمان بگوید یاروح و در دل ضرب کند یاروح الروح مادام۔ کہ انشراح یابد۔ این ذکر بکند انشاء اللہ تعالیٰ

"جان کہ ذکر کشف قبور کے واسطے اول جب مقبرہ میں آئے۔ دوگانہ ان بزرگوں کی روح کے واسطے پڑھے۔ اگر سورۂ فتح یاد ہو۔ پہلی رکعت میں پڑھے۔ اور دوسری میں سورۂ اخلاص اور نہیں تو ہر رکعت میں پانچ پانچ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور پھر قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھے۔ اور ایکدفعہ آیۃ الکرسی اور بعض سورتیں مثلاً سورۂ ملک وغیرہ (جو بوقت زیارت تلاوت کرتے ہیں) پڑھے۔ اسکے بعد قل کہے۔ بعد فاتحہ کے گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے اور ختم کرے اور تکبیر کہے اس کے بعد سات مرتبہ طواف کرے اور اسمیں تکبیر پڑھے اور شروع دائیں طرف سے کرے۔ پھر پاؤں کی طرف رخسارہ رکھے اور اہل قبر کے چہرے کے نزدیک بیٹھے۔ اور کہے رب اکیس بار بعدہٗ اول طرف آسمان کے کہے یا روح اور دل میں ضرب کرے۔ یا روح الروح حتیٰ کہ انشراح پائے۔ یہ ذکر کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کشف قبور اور

کشفِ قبور وکشفِ ارواح حاصل آید۔"   کشفِ ارواح حاصل ہوگا۔"

اسی قسم کے حوالہ جات بیشمار ہیں۔ مگر مصداق "عاقل را اشارہ کافی است" انہی معروف مستند حضرات کے اقوال پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ماننے والوں کے تسکین قلوب کے لئے محولہ بالا عبارات اذلیس کافی ہیں لیکن نہ ماننے والوں کے مرض کا علاج تو دنیا کے کسی شفاخانے میں نہیں ہو سکتا۔

بدعقیدہ افراد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دلدادہ اور معتقدین سے ہیں۔ اور ان کے کلام پر یقین رکھتے ہیں۔ اب قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ شاہ صاحب نے اکثر ان افعال حسنہ کو جائز قرار دیا ہے۔ جن کی بنا پر اہلسنت وجماعت پر کفر و شرک کے فتوے چسپاں کئے جاتے ہیں۔

دیکھئے :۔

(۱) قبر پر جانا (۲) قبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھنا (۳) اس بزرگ کی روح کو ثواب پہنچانا (۴) قبلہ کی طرف پشت کر کے بیٹھنا (۵) قبر کا سات دفعہ طواف کرنا (۶) قبر پر انیار خسارہ رکھنا (۷) اہل قبر کے منہ کے نزدیک بیٹھنا اور دل میں یا روح الروح کی ضرب لگانا۔ شاہ صاحب مرحوم کے نزدیک سب درست اور جائز ہے۔

اب اگر بجز یہ کسوٹی پر مذکورہ بالا عبارات کو پرکھا جائے تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ معوذ باللہ کس رتبہ تک شرک کی تعلیم کی اشاعت کر گئے ہیں۔ بدعقیدہ لوگوں کا فرض ہے کہ پہلے حضرت محدث دہلوی مرحوم پر فتویٰ کفر و شرک لگائیں پھر کسی دوسرے سنی حنفی پر۔ ورنہ توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

فَتُوبُوا إِلَى اللهِ تَوْبَةً نَصُوحًا

عقائد حقہ اور باطلہ کا مختصر موازنہ

گمراہ اور باطل فرقوں کے عقائد	عقائد اہلسنّت وجماعت
(۱) بعض بدعقیدہ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ (معوذ باللہ) جھوٹ بولنے پر قادر ہے (مسئلہ امکان کذب)	(۱) اللہ تعالیٰ کی ذات تمام نقائص و عیوب سے پاک منزہ ہے۔
(۲) بعض صرف قرآن مجید کو ہی مانتے ہیں (چکڑالوی) بعض قرآن مجید و احادیث کو مانتے ہیں اور فقہ و اجماعِ امت کا انکار کرتے ہیں (وہابی و مرزائی وغیرہ)	(۲) اصول دین چار ہیں:- (۱) قرآن مجید (۲) احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (۳) فقہ (۴) اجماع امّت
(۳) فرشتے قوائے فطری کا نام ہے۔ اور جن کوئی الگ مخلوق نہیں ہے بلکہ دیہاتیوں کو اصطلاح میں جن کہتے	(۳) فرشتے اور جن مخلوقِ خدا ہیں۔ جیساکہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں تصریح کی گئی ہیں۔

(۴) جس جنّت سے حضرت آدم علیہ السلام خارج ہوئے۔ وہ بلاشک وشبہ سماوی (آسمانی) جنّت تھی۔

(۵) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الانبیاء ہیں سلسلہ نبوّت آپ کے بعد ختم ہوگیا ہے۔ اب کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ ظلی ہو یا بروزی تشریعی ہو یا غیر تشریعی۔ اگر کوئی نبوّت کا دعوےٰ کرے تو وہ کافر ہے اور جو اس کی تصدیق کرے وہ بھی کافر۔

(۶) تمام انبیاء بالعموم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بالخصوص قبہ مبارک میں زندہ ہیں۔ ان کی حیات حسّی جسمانی ہے نہ معنوی۔

(۷) نبی کے معجزات اور ولی کی کرامات سے مُردے زندہ ہوسکتے ہیں (آیاتِ قرآنیہ۔ احادیث۔ اور کتبِ معتبرہ اسی پہ شاہد ہیں)

ہیں (نعوذ باللہ)

(۴) جس جنّت میں آدم علیہ السلام قیام پذیر تھے وہ سطح زمین پر مثلاً ملک یمن میں ایک باغ تھا۔ جس سے آپ کا خروج محقق ہُوا۔

(۵) نبوّت کا دروازہ بند نہیں ہُوا۔ اور نہ ہی نئے نبی کی آمد سے ختم نبوت میں کوئی فرق آتا ہے۔ ہاں تشریعی نبی نہیں آسکتا۔ مگر غیر تشریعی نبی آسکتا ہے۔

(۶) کوئی نبی یا ولی اپنی قبروں میں زندہ نہیں ہے۔ ہاں انبیاء کو حیاتِ معنوی ہے نہ جسمانی۔

(۷) کوئی شخص دنیا میں مرنے کے بعد زندہ نہیں ہُوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے کسی مخلوق کی نسبت ایسا عقیدہ رکھنا شرک وکفر ہے۔

(۸) انبیاء اور اولیاء کو عالم الغیب عطائی اور وہبی من جانب اللہ جاننا صحیح اور درست ہے۔

(یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالےٰ کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے علم غیب عطا کیا ہے)

(۹) ندائے غیبیہ یعنی انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام کو خطاب حاضر کرنا جائز ہے۔ مثلاً یارسول اللہ یاعلی۔ یاشیخ سید عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ۔ یا گنج بخش، یامعین الدین چشتی یاخواجہ نقشبند وغیرہم۔

(نوٹ) ہم نماز میں التحیات پڑھتے وقت قبلۂ دو عالم نبی مکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب حاضر کرتے ہیں۔

(السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ)

(۸) اللہ تعالےٰ کے سوائے کسی مخلوق کو خواہ نبی ہو یا ولی۔ عالم الغیب جاننا کفر و شرک ہے۔ (چاہے اُسے خدا کے عطا کردہ علم سے ایسا جانا جائے)

(۹) ندائے غیبیہ یعنی غیر اللہ کو خواہ وہ نبی ہو یا ولی۔ لفظ یا (جو حاضر کے لئے مختص ہے) سے پکارنا شرک ہے۔

(مثلاً یارسول اللہ۔ یاشیخ سید عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ وغیرہ کہنا نعوذ باللہ شرک ہے)

(١٠) انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام سے ان کی زندگی میں اور وصال کے بعد اعانت و مدد مانگنی جائز ہے۔
(رسالہ ہذا میں اس موضوع پر مفصل بحث ہو چکی ہے)

(١٠) غیر اللہ سے خواہ نبی ہوں یا ولی امداد و اعانت طلب کرنا شرک اور کفر ہے۔ (نعوذ باللہ)

(١١) حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ و آلہ وسلم کے روضۂ مطہرہ کی محض زیارت کے لئے سفر کرنا جائز ہے۔ احادیث صحیحہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

(١١) کسی نبی یا ولی کی قبر کی زیارت کے لئے قصداً سفر کرنا نہ صرف ناجائز بلکہ شرک و کفر ہے۔
(نعوذ باللہ)
(نوٹ) یہی وجہ ہے کہ بدعقیدہ لوگ مدینہ منورہ صرف مسجد نبوی علی صاحبہا التحیۃ والسلام کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ روضۂ اقدس کی زیارت کی نیت سے نہیں جاتے۔

(١٢) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کے روضہ مبارک پر تعظیم کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے۔

(١٢) غیر اللہ کی تعظیم کے لئے (خواہ وہ نبی ہو یا ولی - زندہ ہو یا قبر میں) کھڑا ہونا شرک و کفر ہے۔
(نعوذ باللہ)

(١٣) مواجہ شریف میں بوقت سلام

(١٣) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

تعظیمی قیام کرنا جائز اور درست ہے
تمام بزرگانِ دین کا دستور العمل ہے ۔

(۱۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کے میلاد شریف کے دن اور گیارھویں
شریف اور دسویں محرم کے دن یا دیگر
بزرگانِ عظام کے ایام وصال برائے ایصال
ثواب کرنے کے بعد کھانا یا شیرینی
تقسیم کرنا جائز اور درست ہے اور
مقربین الٰہ کا دستور العمل ہے ۔

(۱۵) تصورِ شیخ کرنا جائز اور درست
ہے ۔

(۱۶) تقلیدِ شخصی واجب ہے ۔

(۱۷) مُردوں کو بعد میں ثواب برابر
پہنچتا رہتا ہے ۔ خواہ صدقہ جاریہ ہو یا
کسی اور عمل کا خود پہنچتا ہے ۔ ہاں
وہ اب خود عمل کر کے اجر نہیں پا

کی غائبانہ تعظیم کے لئے کھڑا ہونا جو
عموماً سلام کے وقت مروج ہے ۔ شرک
و کفر ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ)

(۱۴) میلاد شریف و ختم گیارھویں
شریف وغیرہ بالکل ناجائز اور
بدعات سے ہیں ۔

(نوٹ) اگر کھانے کے لئے ختم
شریف کی شیرینی یا طعام میسر آ
جائے تو بلا تامل کھا لیتے ہیں
اور اپنی گرہ سے دام خرچ کرنا
پڑے تو اس فعلِ حسنہ کو ناجائز
اور حرام قرار دیتے ہیں ۔ تجربہ
اس بات کا شاہد ہے ۔

(۱۵) غیر اللہ کا تصور کرنا شرک اور
بت پرستی ہے ۔

(۱۶) تقلیدِ شخصی کفر اور شرک ہے

(۱۷) مُردے کو صرف انہی کاموں
کا ثواب ملے گا جو وہ اپنی زندگی میں
کر گیا ۔ کیونکہ مرنے کے بعد عمل منقطع
ہو جاتے ہیں ۔ اور غیر کے عمل کا

سکتے - یہی مطلب ہے انقطاعِ عمل کا -

(۱۸) معراج شریف اور میلاد شریف وغیرہ کی تقاریب پر بکثرت روشنی کرنا جائز اور درست ہے - اور بزرگانِ دین کا شیوہ ہے -

(۱۹) روضۂ مقدسہ اور اولیاء اللہ کی قبروں پر بوسہ دینا اور رخسارہ ملنا جائز ہے -

(۲۰) میراں بخش - محمد بخش - عبدالرسول غلام رسول وغیرہ نام رکھنے جائز اور صحیح ہیں -

ثواب ہرگز نہیں پہنچتا -

(۱۸) معراج شریف اور میلاد شریف کے مواقع پر بکثرت روشنی کرنا اسراف اور فضول خرچی پر مبنی ہے (نوٹ) اگر کسی سیاسی لیڈر کی آمد ہو یا کوئی اس قسم کا جلسہ ہو تو جھنڈیوں اور بجلی کی روشنی سے بازار مزین کئے جاتے ہیں اور مفتی صاحب خود ایسی تقاریب میں شمولیت فرما کر پھولوں کے ہاروں سے اپنی زینت دوبالا کر کے کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہوتے ہیں -

(۱۹) روضۂ مطہرہ اور اولیاء اللہ کے مزارات کو چومنا اور ان پر رخسارہ ملنا ناجائز - بدعت اور شرک ہے

(۲۰) غلام رسول - عبدالرسول - میراں بخش - محمد بخش وغیرہ نام رکھنے شرک فی الاسماء الٰہی ہیں -

السلام اے آنکہ ذاتِ پاک تو در کائنات

ناظر و حاضر بود در ہر زمان و ہر مکاں

(۱) اکابر دیوبندیوں کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو حاضر و ناظر جان کر آپ سے استمداد کر رہے ہیں۔ اُنکے مشہور نعتیہ کلام کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

ذرا چہرے سے پردہ کو اٹھاؤ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مجھے دیدار تم اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کرو روئے منور سے مری آنکھوں کو نورانی
مجھے ظلمت کی ذلت سے بچاؤ یا رسول اللہ

پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
مری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ

جہازِ امت کا حق نے کر دیا ہے آپکے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قیدِ دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

---

(۲) مدرسہ دیوبند کے بانی مولوی محمد قاسم صاحب اپنی مشہور کتاب قصائد قاسمی میں تحریر فرماتے ہیں:-

اگر جواب دیا ہے کسوں کو تو نے بھی
تو کوئی اتنا نہیں جو کرے کچھ استفسار

کروڑوں جرم کے آگے یہ نام کا اسلام
کریگا یا نبی اللہ کیا یہ میری پکار

بہت دنوں سے تمنا ہے کریں عرضِ حال
اگر ہو اپنا کسی طرح تیرے در تک بار

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

---

(۳) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ ہمعات میں تحریر فرماتے ہیں:-
حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ در قبر خود مثل احیا تصرف مے کنند۔
یعنی جناب پیرانِ پیر دستگیر شیخ محی الدین قدس سرہٗ العزیز اپنے مزار مقدس میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں لہٰذا جس طرح ظاہری حیات میں آپ سے لاتعداد کشف و کرامات اور خوارقِ عادات ظہور میں آئے اسی طرح اب بھی آپ کے تصرفات اور احکام جاری ہیں۔ اور اپنے مریدوں کی ہر وقت امداد فرماتے ہیں۔ اور معتقدین کی آرزوئیں بر لاتے ہیں)

—:(نوٹ):—

مذکورہ بالا تینوں حضرات اکابر دیوبندیوں کے پیشوا اور امام ہیں۔ انصاف اس بات کا مقتضی ہے کہ مفتیانِ دیوبند اپنے رہنماؤں کی تقلید اور اتباع کریں یا ان پر بھی وہی فتویٰ شرک و بدعت لگائیں جو ہمیشہ اہل سنت وجماعت پر لگاتے رہتے ہیں۔

★

غوث الثقلین

گلِ حبیبِ پاک ہیں سرکارِ غوثِ پاک
سلطانِ اولیا شہِ ابرار غوثِ پاک

شاہِ اُمم کے لاڈلے محبوبِ کردگار
ماہِ منیرِ حسنِ گلزار غوثِ پاک

دریوزہ گر ہیں آپکے شاہانِ روزگار
گوہر فشاں ہے آپکا دربار غوثِ پاک

گرچہ فلک ہے بر سرِ بیداد آج کل
پروا نہیں! ہیں میرے مددگار غوثِ پاک

اس کا بگاڑ سکتے نہیں کچھ معاندیں
حامی ہیں جسکے ہمدم و غمخوار غوثِ پاک

دیتے نہیں ہیں بگڑنے کام اس غریب کے
ہوجائیں بس جسکے ضامن سرکار غوثِ پاک

با اعتقاد و مخلص و صادق مرید کی
بانہہ پکڑ چھوڑتے نہیں زنہار غوثِ پاک

پڑ جائے جس پہ آپ کی بس اک نگاہِ ناز
اُسکے ملک ہیں غاشیہ بردار غوثِ پاک

شکرِ خدائے برتر و بالا رہے نصیب!
ہاتھ آگیا جو دامنِ سرکار غوثِ پاک

اپنے دیارِ پاک میں اب لیجئے بلا
دل اس وطن سے ہوگیا بیزار غوثِ پاک

حافظ کی آرزو ہے مسیحائے دردِ دل
اچھا نہ ہو یہ آپ کا بیمار! غوثِ پاک

پیش کردہ
احقر الوریٰ افقر الفقراء عبد غوث الوریٰ سلطان الاولیاء قدس سرہ العزیز
(حافظ) برکت علی عفی عنہ ساکن کوچہ غوثیہ [illegible] پاکستان